إن من البيان لسحرا

شاہی تقریریں

پسند فرمودہ

حضرت الاستاذ مولانا سید اشہد رشیدی صاحب

مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

مؤلف

محمد خضر حیات پورنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہی تقریریں

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

تفصیلات

نام کتاب : شاہی تقریریں

کمپوزنگ : محمد لقمان اناوی متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

صفحات : ۱۱۲

طباعت : ۵۰۰

سن طباعت : ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۲ء

قیمت : 100/- روپئے

ملنے کے پتے

کتب خانہ نعیمہ دیوبند 9756202118

مکتبہ عمیر مفتی ٹولہ لال باغ مرادآباد 8439181056

مکتبہ الاصلاح لالباغ مرادآباد 9412677469

محمد لقمان 7579707396

فہرست مضامین

- انتساب ۶
- پیش لفظ ۷
- پسند فرمودہ: حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب مدظلہ العالی ۱۰
- دعائیہ کلمات: حضرت اقدس الشیخ مولانا عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۱۱
- تقریظ: مولانا عبدالناصر نائب مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد........ ۱۲
- تقریظ: حضرت اقدس مولانا محمد محی الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ..... ۱۳
- تصحیح: مفتی توحید صاحب دامت برکاتہم العالیہ........................ ۱۴
- حمد باری تعالی.. ۱۶
- حمد باری تعالی.. ۱۷
- سیرت النبی ﷺ.. ۱۹
- عظمت قرآن.. ۲۸
- عیدالاضحیٰ.. ۳۶
- جنگ آزادی اور علماء دیوبند.. ۴۵
- عصر حاضر اور مسلمانوں پر مظالم.. ۵۲
- رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت.. ۶۰
- پیغمبر اسلام اور امی عائشہؓ پر تہمت.. ۶۷
- موت کی حقیقت.. ۷۷

صحابیت سے دیوبندیت تک.................... ۸۵
دعاء قنوت.................... ۹۲
جمعہ کا خطبہ اولیٰ.................... ۹۳
جمعہ کا خطبہ ثانیہ.................... ۹۳
عیدالفطر کا پہلا خطبہ.................... ۹۵
عیدالفطر کا دوسرا خطبہ.................... ۹۷
عیدالاضحیٰ کا پہلا خطبہ.................... ۹۹
عیدالاضحیٰ کا دوسرا خطبہ.................... ۱۰۱
خطبہ نکاح.................... ۱۰۳
مدرسہ شاہی مرادآباد کا یادگار ترانہ.................... ۱۰۵
ترانہ انجمن تہذیب البیان.................... ۱۰۷

انتساب

❁ آمنہ کے دریتیم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام جن کے صدقۂ طفیل چند سطور رقم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

❁ شمالی ہند کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد اور یہاں کے جملہ اساتذۂ کرام کے نام، جن کی آغوش میں رہ کر چند سال فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔

❁ مشفق ومکرم حضرت والد محترم کے نام جنہوں نے تربیت کے مقام میں بہترین مربی کا، اصلاح کے باب میں عظیم مصلح کا، اور پریشانی کے اوقات میں غمخوار وہمدردی کا کردار نبھایا۔

❁ بالخصوص ❁

والدۂ محترمہ کے نام جن کی دعائیں ہمہ وقت میرے ساتھ سائبان بن کر رہتی ہیں۔

پیش لفظ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم! اما بعد

دین کی اشاعت میں وعظ وتقریر کا اہم کردار رہا ہے، تاریخ کے اوراق گواہ ہیں خطابت نے بڑے سے بڑے گل کھلائے ہیں بلکہ پوری کی پوری قوم کی کایا پلٹ دی ہے، تقریر کے اندر وہ کشش اور حسن ولطافت ہے جو پتھر دل انسان کو بھی موم بنا دیتی ہے، چنانچہ تاریخ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کی تاثیر کو نوٹ کر کے دنیا کو یہ پیغام پہونچا دیا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر دین کی تعبیر وتشریح اچھے انداز سے نہ کی ہوتی تو ان کے وہ اثرات مرتب نہ ہوتے۔

الغرض! تقریر سے مناسبت اور دلچسپی چونکہ بچپن سے ہی پیدا ہوگئی تھی پھر جب شمالی ہند کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کی مشہور و معروف انجمن تہذیب البیان طلبۂ صوبہ بہار وجھارکھنڈ سے وابستگی ہوی جس کے سایہ میں رہ کر کچھ بولنے اور لکھنے کا سلیقہ پیدا ہوا، تو اسی وقت سے چند احباب کی طرف سے خواہش ظاہر ہونے لگی کہ آپ تقریر کی کوئی ایسی کتاب منظرعام پر لائیں جو دورِ حاضر کے لحاظ سے ہو جس سے مدرس، مقرر، متعلم، ہر کس وناکس فائدہ اٹھا سکیں، چنانچہ اسی جذبہ کو لیکر چند تقاریر کا مواد جمع کرنا شروع کیا جو آج اللہ رب العزت و ذوالجلال کے فضل وکرم سے بنام شاہی تقریریں، آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس عظیم الشان خوشی کے موقع پر بندۂ ناچیز استاذ الاساتذہ حضرت اقدس الشیخ مولانا عبد السلام صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا

انتہائی ممنون ومشکور ہے جنہوں نے کتاب پر طائرانہ نظر ڈال کر دلی دعاؤں سے نوازا۔

اور مشفق ومکرم حضرت الاستاذ حضرت اقدس سید مولانا اشہد رشیدی صاحب مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود انتہائی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے ہوئے کتاب کے ایک ایک جزء کو پسند فرمایا۔

بالخصوص حضرت الاستاذ حضرت اقدس مولانا عبدالناصر صاحب نائب مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، اور شفقت ومحبت کے سنگم والد محترم حضرت اقدس مولانا محمد محی الدین صاحب، نیز برادر کبیر حضرت اقدس مفتی خالد سیف اللہ صاحب غازی چترویدی کا احسان مند ہوں جنہوں نے کتاب کا گہری نظر سے جائزہ لیا اور مخلصانہ مشوروں کے ساتھ بعض مقامات پر اصلاح کا پہلو بھی اختیار کیا۔

اس عظیم الشان خوشی کے موقع پر یہ تشکر نامکمل رہے گا حضرت الاستاذ حضرت اقدس مفتی محمد احسان صاحب، حضرت الاستاذ حضرت اقدس مفتی محمد توحید صاحب، حضرت الاستاذ حضرت اقدس مفتی محمد سلیمان صاحب، حضرت الاستاذ حضرت اقدس مفتی محمد اسامہ صاحب استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے شکریہ کے بغیر جنہوں نے کتاب ہذا کو ذوق وشوق سے پڑھ کر اس کی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مسودہ کی تصحیح کا مشکل ترین کام اپنے ذمہ لیکر "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کی زندہ مثال پیش کی۔

اور بڑی ہی احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر شکرگزار نہ بنوں رفیق

درس مولوی محمد امتیاز پورنوی، مولوی محمد حسان مرادآبادی، مولوی محمد ناظم سیتاپوری، مولوی محمد فیضان دانش سیتاپوری، مولوی عبد الحسیب سیتاپوری، اور مولوی عبید بجنوری کا جنہوں نے کتاب کی ابتدا سے لیکر انتہا تک معاون بنے رہے۔

اور ساتھ ہی ساتھ مفتی محمد لقمان اناوی صاحب کا بھی نیاز مند ہوں کہ انہوں نے کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کا کام بحسن وخوبی انجام دیا اور اس کے لئے قیمتی وقت خرچ کیا۔

نیز تمام ہی ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے چاہے کسی بھی شکل میں ہو تو برائے کرم مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کرلی جائے۔

فقط والسلام۔

محمد خضر حیات پورنوی
ساکن: پارس منی۔ تھانہ: سرسی۔ ضلع: پورنیہ۔ صوبہ: بہار۔ (الہند)
پن کوڈ:854306۔
موبائل نمبر:9871458074

پسند فرمودہ

جناب حضرت اقدس (مولانا) **سید اشہد رشیدی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد وصدر جمعیت علماء اتر پردیش (الہند)

خطابت بھی ایک فن ہے

مخاطب کے دل میں اپنی بات اتار دینا اور اس کو اپنا قائل بنالینا ایک اہم فن اور قابل قدر وصف ہے، جس کو حاصل کرنے کے لئے تمرین ومشق نہایت ضروری ہے، اسی لئے تقریر وخطابت کے موضوع پر بے شمار کتابیں تحریر کی گئی ہیں، جن میں ایک قیمتی و قابل قبول اضافہ یہ کتاب بھی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کو جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے دورۂ حدیث شریف کے طالب علم مولوی خضر حیات پورنوی شریک دورہ حدیث (۱۴۴۳-۴۴ھ) نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے، میں نے مختلف مقامات سے کتاب کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ طرز مقررانہ انداز اور اسلوب خطیبانہ ہے، اصلاحی موضوعات پر دلچسپ انداز سے گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک طالب علم کی کدو کاوش کا ابتدائی شاہکار ہے، جس پر اس کی جتنی بھی حوصلہ افزائی کی جائے وہ کم ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا اس کوشش اور علمی کاوش کو قبول فرمائے اور مرتب کتاب کو مزید علمی ترقیات سے نوازے (آمین)۔ وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

والسلام

(مولانا) سید اشہد رشیدی (صاحب)
خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
۲۲/۱/۱۴۴۴ھ

دعائیہ کلمات

فضیلۃ الشیخ

جناب حضرت اقدس الشیخ مولانا عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد یوپی الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد

عزیز القدر مولوی خضر حیات زید علم فن خطابت سے تعلق اور شوقین حضرات کیلئے اہم مضامین پر منتخب تقاریر جمع کی ہیں۔ جس کی تائید دیگر علماء کرام کی تقریظات وغیرہ سے ہوتی ہے، ماشاء اللہ موصوف کی محنت قابلِ ستائش ہے، دعاء ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور اس سے فرزندان قوم کو استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یارب العالمین

عبدالسلام خادم الحدیث جامعہ قاسمیہ
مدرسہ شاہی مراد آباد

تقریظ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

نمونہ اسلاف حضرت اقدس الشیخ مولانا عبدالناصر صاحب نائب مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد یوپی الہند

مولوی خضر حیات صاحب پورنوی متعلم دورۂ حدیث مدرسہ شاہی مرادآباد کو ابتداء ہی سے تقریر کا شوق ہے، وہ صوبائی انجمن کے ہفتہ واری تقریری پروگراموں میں دلچسپی سے شرکت کرتے ہیں اور ایک زمانہ میں اپنی انجمن کے عہدہ دار (صدر) بھی رہے، انہوں نے مختلف موضوعات پر (موت، سیرت، اکابر دیوبند، جنگ آزادی اور دیگر عناوین) پر تقاریر جمع کی ہیں، کتاب کے آخر میں قاضی نکاح، ائمہ اور خطباء کی سہولت کی خاطر عیدین اور نکاح کے خطبات بھی شامل کر دئے ہیں۔

بندہ نے مسودہ دیکھا اور محسوس کیا کہ اپنی بساط کے مطابق کافی محنت کی ہے، انداز خطیبانہ سے تعبیرات بھی مناسب ہیں، بعض مقامات پر اصلاحی مشورے دئے گئے جو قبول کئے گئے، حوصلہ افزائی کے لئے یہ چند کلمات سپرد قرطاس کر دئے گئے ہیں، اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اس قلمی کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور حفاظت دین مبین، اشاعت اسلام اور سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔

والسلام

تقریظ

نمونۂ اسلاف

جناب حضرت اقدس مولانا محمد محی الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

پارس منی پورنیہ بہار الہند

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم! اما بعد

اشاعت دین کے مختلف طرق ہیں جس میں خطابت ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہے، طلبہ کی مضمر صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے اس دور میں بہت سی تقاریر کی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، الحمد للہ برخوردار، خلف اصغر، عزیزی محمد خضر حیات سلمہ نے بھی اس سلسلہ میں سعی کی ہے اس میدان میں موصوف کا یہ پہلا قدم ہے، جو دور حاضر کے اعتبار سے بیحد مفید اور ضروری ہیں، اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والی ہیں، احقر موصوف کیلئے دعاء کرتا ہے کہ اللہ رب العزت اس طرح کی دینی خدمات برابر لیتا رہے اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اور بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہر خاص و عام کیلئے مفید بنائے، آمین ثم آمین۔

تصحیح

حضرت الاستاذ حضرت اقدس مولانا ومفتی توحید صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

الحمدلله رب العالمين و الصلاة و السلام على النبى الكريم.

قوت گویائی انسان کے امتیازات اور خصوصیات میں سے ہے جس کی وجہ سے مناطقہ کے یہاں انسان کو حیوان ناطق سے تعبیر کر کے دوسرے حیوانات سے ممتاز کیا جاتا ہے، قوت گویائی کے مختلف مدارج ہیں جب ایک انسان بہت سے لوگوں کو خطاب کر کے اپنے جذبات واحساسات اور مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے تو اسے خطابت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خطابت زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح دین کی ضروریات میں بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، جس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نبوت ملنے کے بعد اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنانے اور اپنے معاون کا درجہ دینے کی درخواست کی جو بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی، اس کی ایک وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے **هو افصح منی لسانا** کہکر بتلائی، کہ وہ زبان اور گفتگو میں مجھ سے زیادہ فصیح ہیں: نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو مشرکین عرب نے ساحر کا جو خطاب دیا تھا اس کی وجہ قرآن کے اعجاز کے ساتھ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے کمال کا بھی بڑا دخل تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطابت وفصاحت کے اس اعلی ترین معیار سے نوازا تھا جسے تعبیر کرنے کیلئے منکرین کے پاس جادو کے علاوہ کوئی لفظ موجود نہیں تھا، دینی حوالے سے خطابت کی ضرورت کے تین بڑے دائرے ہیں (۱) خطابت اور دعوت دین (۲) خطابت اور اصلاح امت (۳) خطابت اور دفاع اسلام، اور ہر زمانے میں ان تینوں دائروں پر کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے رہے ہیں۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی عزیزم مولوی محمد خضر حیات پورنوی متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد کی فن

خطابت کے موضوع پر یہ کتاب ہے جو موصوف کی ایک کامیاب طالب علمانہ کوشش اور محنتوں کا ثمرہ ہے: جو ہم سب کے ہاتھوں میں ہے، کتاب میں خطابی مشمولات کے ساتھ ساتھ جمعہ وعیدین اور نکاح کے خطبے بھی شامل ہیں جو کتاب کی افادیت میں اضافے کا سبب ہیں۔

دلی دعاء ہیکہ خداوند قدوس عزیز موصوف کی اس کاوش کو منظور نظر بنا کر قبولیت عطاء فرمائے، اصلاح فکر وعمل کا ذریعہ بنائے طلبہ اور اس فن سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے مفید ترین بنائے: علم وعمل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے آمین ثم آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

خادم تدریس مدرسہ شاہی مرادآباد
۲۵/ ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ

حمد باری تعالیٰ

تجھی سے ابتدا ہے، تو ہی اک دن انتہا ہوگا
صدائے ساز ہوگی اور نہ ساز بے صدا ہوگا

ہمیں معلوم ہے، ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا
سب اس کو دیکھتے ہوں گے، وہ ہم کو دیکھتا ہوگا

سر محشر ہم ایسے عاصیوں کا اور کیا ہوگا
در جنت نہ وا ہوگا، در رحمت تو وا ہوگا

جہنم ہو کہ جنت، جو بھی ہوگا فیصلا ہوگا
یہ کیا کم ہے ہمارا اور ان کا سامنا ہوگا

ازل ہو یا ابد، دونوں اسیر زلف حضرت ہیں
جدھر نظریں اٹھاؤ گے، یہی اک سلسلا ہوگا

یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی
جو محبوب خدا کا ہے، وہ محبوب خدا ہوگا

اسی امید پر ہم طالبان درد جیتے ہیں
خوشا! درد ے کہ تیرا درد، درد لا دوا ہوگا

نگاہ قہر پر بھی جان و دل سب کھوئے بیٹھا ہے
نگاہ مہر عاشق پر اگر ہوگی تو کیا ہوگا

یہ مانا! بھیج دے گا ہم کو محشر سے جہنم میں
مگر جو دل پہ گزرے گی، وہ دل ہی جانتا ہوگا

سمجھتا کیا ہے تو دیوانگان عشق کو، زاہد!
یہ ہو جائیں گے جس جانب، اسی جانب خدا ہوگا

جگر کا ہاتھ ہوگا حشر میں اور دامن حضرت
شکایت ہو کہ شکوہ، جو بھی ہوگا برملا ہوگا

حمد باری تعالیٰ

مولیٰ مجھے عشق ہے تیری ذات سے
میری بات ہے تیری بات سے

مولیٰ تو رحیم ہے تو کریم ہے
تو علیم ہے تو حلیم ہے

تیری حمد لا حد منتہیٰ
تیری ذات بالا صفات سے

میں صغیر ہوں تو کبیر ہے
میں غریب ہوں تو امیر ہے

میرا اور نہیں کوئی آسرا
مجھے تو بچا آفات سے

ہم سب کی ہے یہ آرزو
میرے تن کی ہے یہ جستجو

ہو جب بھی کوئی گفتگو
کروں ابتدا تیری ذات سے

اسلئے کہ سب سے بڑھ کر
مجھے جس سے ہے محبت تو ہے

میری توحید پرستی کی حقیقت تو ہے
میرا خالق میرا مالک

میر ا معبو د ہے تو

میرا ایماں میرا دیں

میر ی شر یعت تو ہے

میں کسی اور کو مشکل میں پکاروں کیوں کر

جب رگ جاں سے بھی نزدیک و دیت تو ہے

تو ہی مطلو ب ہے تو ہی مقصو د ہے

میری چاہت میری راحت

میر ی قو ت تو ہے

☆☆☆☆

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیَاتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۹)

نازاں ہوں سعادت کے گوہر رول رہا ہوں
میزان محبت پے انہیں تول رہا ہوں
چھوٹا ہوں مگر بول بڑے بول رہا ہوں
تعریف محمد میں زباں کھول رہا ہوں

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل صد احترام حضرات علماء کرام بزرگو اور دوستو!

میری گفتگو اور میری تقریر کا عنوان ایک ایسا عنوان ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے زبان لرزتی ہوئی نظر آتی ہے دل کانپتا ہوا نظر آتا ہے میں اپنی زبان میں یوں کہوں جب آقا کی زندگی کے حسین لمحات کو تصور کی دنیا میں لانے کی کوشش کرتا ہوں تو خیالات لفظ بننے کیلئے بیتاب نظر آتے ہیں، الفاظ جملوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، اور جملے لمبی تقریر کا جامہ پہن لیتے ہیں،

کیوں کہ....

احمد لکھوں سراج لکھوں مصطفیٰ لکھوں
محبوب انبیاء یا حبیب خدا لکھوں
اے خدا علم کی خیرات دے مجھے
ملتے نہیں ہیں لفظ ان کی نعت کیا لکھوں

حضرات سامعین!

یوں تو دنیا میں اور بھی انبیائے کرام آئے، صلحاء آئے، پیشوا آئے، دنیا کا اصول ہے جتنے بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں آئے، جو بھی دنیا میں برسر اقتدار آیا، اور جو بھی دنیا میں حکمران بنا، ہر ایک نے آخری وقت میں اپنی ناکامی کا اعتراف کیا، لیکن رب کعبہ کی قسم جب دنیا تاریخ کے افق پر ایک درخشندہ صورت کو دیکھتی ہے، جس نے برملا اعلان کیا کہ میں جس مشن پر آیا تھا اس کو مکمل کر چکا ہوں، اور وہ ہستی کوئی اور نہیں بلکہ وہ میرے آقا ﷺ کی ذات گرامی ہے، جو کبھی فاران کی چوٹیوں پر نظر آتی ہے، کبھی عرفات کے میدان میں نظر آتی ہے، کبھی شجر و حجر انہیں سلام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اماں آمنہ فرماتی ہیں جب سے یہ بچہ میرے بطن میں آیا ہے خدا کی قسم زمین سلام کرتی ہے پیڑ پودے سلام کرتے ہیں جانور تک احترام کرتے ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سیرت رسول میں مکمل نقشہ کھینچا ہے کسریٰ کے محلات کے چودہ کنگرے گر پڑے بحیرۂ طبریہ خشک ہو گیا آتش کدہ فارس بھی بجھ گیا، حکیم الامت حضرت شاہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے نشر الطیب میں اس کا پورا نقشہ کھینچا ہے حضرت آمنہ فرماتی ہیں

میرے بطن سے ایک نور نکلا دیگر علماء لکھتے ہیں اس کی روشنی ایسی پھیلی کہ سرزمین بطحاء سے حضرت آمنہ نے شام اور بصرہ کے محلات دیکھ لئے۔

میرے آقا ﷺ کی ہر ادا آقا ﷺ کے دیوانوں نے کتابوں میں محفوظ کر دی۔

نبی کے اعتقادات کتابوں میں موجود
عبادات کتابوں میں موجود
طرز سیاست کتابوں میں موجود
اصول تجارت کتابوں میں موجود
طرز حکمرانی کتابوں میں موجود
غزوات وفتوحات کتابوں میں موجود
بندہ نوازی کتابوں میں موجود
نبی کے سات زرہوں کے نام کتابوں میں موجود
گیارہ تلواروں کے نام کتابوں میں موجود
چھ کمانوں کے نام کتابوں میں موجود
پانچ نیزوں کے نام کتابوں میں موجود
سات گھوڑوں کے نام کتابوں میں موجود
تین اونٹنیوں کے نام کتابوں میں موجود

غرض وہ واحد ہستی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ایک ایک ادا کو اللہ نے محفوظ کر کے ہمارے لئے آئیڈیل اور نمونہ بنا دیا۔

حاضرینِ محفل!

حضور کا آنا ہی ہمارے وجود کی علامت ہے وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا نہ شمس وقمر ہوتے نہ شجر وحجر ہوتے لوگ آپ ﷺ پر قربان ہو جاتے ہیں، اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دیتے ہیں،

جس نے بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا وہ حیران وششدر رہ گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قریب سے دیکھا تو کہا مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، میں نے محمد عربی ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، یہ نہیں کہا مَا رَأَیْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، یہ بھی نہیں کہا مَا رَأَیْتُ اِنْسَانًا اَحْسَنَ مِن رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، کہا: مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِن رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، میں نے کوئی ایسی چیز ہی نہیں دیکھی جو محمد عربی ﷺ سے زیادہ حسین وخوبصورت ہو۔

اور پھر جس نے چودہ سو سال بعد کتابوں سے دیکھا تو اس نے کیا کہا،

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

جس نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا اس نے کہا

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ، محبوب خدا! او عبد اللہ کے در یتیم! تجھ سے زیادہ حسین تو آج تک میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں۔

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ اور تیرے جیسا جمیل تو آج تک کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاًمِنْ کُلِّ عَیْبٍ ، آمنہ کے لال تو تمام نقائص سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔

کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے آمنہ کے لخت جگر! تجھے تو یوں بنایا گیا جیسے تو نے خود چاہا، باقی ساری کائنات کو اللہ نے اپنی مرضی کے مطابق بنایا، جیسے

میرے رب نے چاہا آسمان کو بلند کر دیا۔
میرے رب نے چاہا ستاروں کو تابانی دے دی
میرے رب نے چاہا سورج کو درخشانی دے دی
میرے رب نے چاہا چاند کو چاندنی دے دی
راتوں کو اندھیرا دے دیا
صبح کو سویرا دے دیا
دریاؤں کو روانی دے دیں
سمندروں کو موجیں دے دی

لیکن حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تجھے تو دیکھ کے یوں لگتا ہے تیری چاہت جس طرح کہتی گئی اسی کے مطابق تجھے بناتا گیا۔

اقبال کہتا ہے۔

کائنات کے پر کیف نظاروں کی قسم
چشم کائنات نے دیکھا نہ محمد جیسا

اور بولوں تو کس طرح بولوں باتیں کمال کی
حدتو یہ کہ حد نہیں آپ کے حسن و جمال کی

حضرات سامعین

جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کرنے لگتا ہوں تو سب سے پہلے میں صداقت کے در پے چلا جاتا ہوں صداقت سے پوچھتا ہوں اے صداقت بتا تو صحیح تیرا محمد سے تعلق کیا ہے تو صداقت مجھے چیخ کر کہتی ہے، میں تو محمد ﷺ کے در کی لونڈی ہوں، میں پوچھتا ہوں تیرے پاس دلیل کیا ہے صداقت کہتی ہے میں وہ صادق ہوں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لازم وملزوم کی طرح ہمیشہ ساتھ ہوں، جب بھی آقا کی تعریف ہوگی آقا کی مدح ہوگی ان میں میرا نام ضرور نظر آئیگا۔

اس سے آگے بڑھ کر میں ایثار وقربانی کے پاس گیا میں نے کہا تجھ میں اور آقا میں نسبت کیا ہے؟ وہ مجھ سے پکارتے ہوئے کہتی ہے میرے محمد تو ایسے قربانی دینے والے ہیں کہ اپنے پیٹ پے پتھر بندھے ہوئے ہیں لیکن غریبوں کو کھانا کھلاتے ہے۔

میں اس سے بھی آگے بڑھ کر عزیمت کے پاس گیا کہنے لگی جب بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کھولو پہلے میں ہوں کیوں؟ آقا کی زندگی کے شب وروز دیکھو دن رات دیکھو

صبح شام دیکھو

ہر وقت ہر لمحہ دیکھو

لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برساتے ہیں آقا مسکراتے چلے

جاتے ہیں

لوگ خون بہاتے ہیں آقا انہیں دعائیں دے تے ہیں

یہ عزیمت نہیں تو اور کیا ہے اسلئے عزیمت کہتی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں پہلا حق میرا ہے۔

اسی کو تو دیکھ کر علامہ اقبال نے کہا تھا۔

ذرا لفظ محمد بول کر تو دیکھو

ادب سے ہونٹ بھی ہونٹوں کو چوم لیتے ہیں

سامعین بزم!

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا اس نے صرف تعریف ہی نہیں بلکہ اسلام تک قبول کرلیا۔

اماں عائشہ صدیقہؓ سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا گیا فرمانے لگیں کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟

وہ نبی جن کی تعریف سے قرآن مقدس کے صفحات بھرے پڑے ہیں

جسکے چہرہ کا ذکر ہو تو قرآن **والضحی** کہے

جنکی زلفوں کا ذکر ہو تو قرآن **واللیل اذا سجی** کہے

جن کی کملی کا ذکر ہو تو قرآن **یا ایھا المزمل** کہے

جن کی آنکھوں کا ذکر ہو تو قرآن **مازاغ البصر** کہے

غرض یہ کہ قرآن کریم کے **الحمدللہ** سے لیکر **والناس** تک جائیں سارا قرآن حضور علیہ السلام کی سیرت بیان کرتا ہے

ہم نے جو کھول کر الحمد سے قرآں دیکھا

دعویٰ والناس محمد کا ثنا خواں دیکھا

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا وہ آپ کا دلدادہ ہوگیا ام معبدؓ نے جب دیکھا تو کہنے لگی فَعَلَیۡهِ الۡوَقَارُ اِذَا صَمَتَ جب خاموش ہوتے تو وقار پیدا ہو جاتا۔

ام معبدؓ نے ایک جملہ کہا جس نے عربی داں حضرات کو حیران و ششدر کر دیا کہنے لگیں قَسِیۡمٌ وَسِیۡمٌ میرا مبارک مہمان قسیم بھی تھا وسیم بھی تھا

قسیم کہتے ہیں جسکے جسم کا ہر ہر عضو الگ الگ اپنی امتیازی خصوصیت رکھتا ہو

آنکھیں اتنی خوبصورت ویسی کسی کی نہیں
مسکراہٹ اتنی خوبصورت ویسی کسی کی نہیں
داڑھی اتنی خوبصورت ویسی کسی کی نہیں
بولی اتنی خوبصورت ویسی کسی کی نہیں

اور وسیم کہتے ہیں:

جسکو ایک مرتبہ دیکھو تو بار بار دیکھنے کا من کرے دنیا کے کسی بھی حسین کو ایک مرتبہ دیکھو دو مرتبہ دیکھو تین مرتبہ دیکھو دس مرتبہ دیکھو رفتہ رفتہ دلچسپی ختم ہوتی چلی جاتی ہے اور وسیم اسے کہتے ہیں جسے پہلی مرتبہ دیکھو تو دیکھنے کی چاہت بڑھ جاتی ہے دوسری مرتبہ دیکھو تو چاہت اور بڑھ جاتی ہے تیسری مرتبہ دیکھو تو چاہت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جتنا دیکھو دل چاہے اور دیکھوں اور دیکھوں اور دیکھوں

اقبال کہتا ہے:

جنکی قسمیں خود میرا رب کھاتا ہے اے لوگو
کتنی دلکش میرے محبوب کی صورت ہوگی

الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مکمل بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے اگر کوئی خطیب پوری زندگی حضور علیہ السلام کی سیرت بیان کرنے پر لگادے اس کے باوجود حضور علیہ السلام کی سیرت کا ایک حصہ بھی مکمل نہیں کرسکتا آخر میں اس شاعر کی طرح کہنا پڑتا ہے۔

ہمالہ کے ہر ایک سنگ گراں کو توڑ سکتا ہوں
میں طوفاں خیز موجوں کے بھی دھارے موڑ سکتا ہوں
میرے آقا تیری توصیف بیاں ہو ہی نہیں سکتی
تیرا بس نام لیتا ہوں قلم کو توڑ دیتا ہوں

اللہ رب العزت ہم سب کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت عطا فرمائے اور حضور علیہ السلام کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

وماعلینا الاالبلاغ

۞۞۞

عظمت قرآن

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمَ.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ(سنن ابی داؤد۱۴۵۲)

وہ چمن میں نہ بہاروں میں مزہ ملتا ہے
جو مدینہ کے نظاروں میں مزہ ملتا ہے
لوگ بہلاتے ہیں دل گیت سے اور گانوں سے
مجھ کو قرآن کے پاروں میں مزہ ملتا ہے

معزز و مؤقر سامعین باتمکین!

جدید دور کا جدید طالب علم ہوں آج کی اس محفل میں کوشش کروں گا کچھ باتیں قرآن مجید کے تعلق سے اپنے انداز میں بیان کروں تا کہ باتیں آپ کے دل میں اچھی طرح نقش ہو جائیں۔

ویسے تو قرآن مجید کیلئے جتنی بھی باتیں کروں کم ہیں کیونکہ قرآن تو بذات خود ایک سمندر ہے اور پھر اس کی تو ایک ایک آیت سمندر ہے میں اس سے بھی آگے بڑھ کر کہوں اس کا تو ایک ایک جملہ سمندر ہے اس سے بھی آگے بڑھوں تو کہوں اس کا تو ایک ایک لفظ سمندر ہے میں اس سے بھی آگے بڑھوں تو کہوں اس کا تو ایک ایک حرف سمندر ہے۔

یہ صرف لفاظی نہیں ہے بلکہ دل کی آواز اور صدا ہے میں نے خطبہ میں قرآن مجید کی سورۃ بقرہ کی شروع والی آیات تلاوت کی ہیں **الم** اسی کو لے لیں **الم** ایک ایک حرف سمندر ہے ان تین حروف تہجی پر ہی اگر صرف گفتگو کی جائے وقت تمام ہو جائے گا اس کے سمجھنے میں گہرائی تک پہونچنے میں ایک ایک حرف **یس طه کھیعص** اللہ نے سمندر بنا کے ہمیں دیدیا۔

اور پھر رب العالمین نے جب قرآن کا تعارف کرایا تو فرمایا **الم** آپ کو بتا دوں یہ حروف مقطعات میں سے ہے، قرآن مجید میں بہت ساری سورتوں سے پہلے حروف مقطعات ہیں جن کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

ہر مفسر

ہر محدث

ہر رائٹر

ہر قلمکار

نے یہی لکھا ہے لیکن بعض علماء نے چند آئیڈیاز دئے ہیں اپنے دل کی وجدانی کیفیت کا اظہار کیا ہے کہ اللہ نے یس میں کیا کہا الم میں کیا کہا ایک شیخ نے بڑے خوبصورت انداز میں جواب دیا ہے کہ اللہ نے الم، قرآن کی عظمتوں کو بیان کرنے سے پہلے جو یہ حروف لکھے ہیں، دیکھنے میں یہ تین حروف ہیں لیکن درحقیقت یہ تین قسمیں ہیں اللہ نے تین قسمیں اٹھائی۔

الف مجھے اپنی الوہیت کی قسم

لام مجھے جبرئیل علیہ السلام کی صداقت کی قسم

میم مجھے محمد کی عظمت کی قسم

اللہ نے یہ تین قسمیں کیوں اٹھائی، تو کائنات کے رب نے جواب دیا اسلئے کہ قرآن کا تعلق ان تینوں سے تھا بھیجنے والا میں، لانے والا جبرئیل امین، لینے والے محمد مصطفی ﷺ،

اسلئے

الف میں میں نے اپنی قسم اٹھائی

لام میں جبرئیل کی قسم اٹھائی

میم میں محمد کی قسم اٹھائی

جب ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ کہ دیا تو اللہ نے قسمیں کیوں اٹھائی؟ فرمایا اسلئے کہ ایک ایسا دور آئیگا ایسے فاسق، فاجر آئینگے وہ اپنے آپ کو کہیں گے، تو اہل بیت کا عاشق، لیکن درحقیقت وہ اہل بیت کا قاتل ہوگا، وہ لوگ آ کر کہیں گے یہ قرآن نعوذ باللہ غلط ہے کوئی تحریف کی بات کرے گا کوئی آیتوں اور سورتوں کو مٹانے کی بات کرے گا اللہ نے فرما دیا کہ تم اس کی بات مت ماننا:

الف مجھے اپنی الوہیت کی قسم میں نے یہ کتاب بھیجی ہی محمد کیلئے تھی

لام مجھے جبرئیل کی صداقت کی قسم جبرئیل امین یہ کتاب لائے ہی محمد کیلئے تھے

میم مجھے محمد کی عظمت کی قسم میں نے یہ قرآن بنایا ہی محمد کیلئے تھا

بلکہ میں یوں کہوں فخر دیوبند حضرت قاری محمد طیب علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں میں نے جب اس کی حقیقت تلاش کرنا چاہی تو

میں نے پورے قرآن کی سات منزلوں میں دیکھا

میں نے پورے قرآن کے تیس پاروں میں دیکھا

میں نے پورے قرآن کی ایک سو چودہ سورتوں میں دیکھا

میں نے پورے قرآن کی پانچ سو چالیس رکوع میں دیکھا

میں نے پورے قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں دیکھا

میں نے پورے قرآن کے تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس حروف میں دیکھا

وہ صرف حروف نہیں بلکہ محمد کی عظمت کے پروف نظر آتے ہیں۔

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَرَیْبَ فِیْہِ ھُدیً لِلْمُتَّقِیْنَ

فرمایا یہ کتاب سچی ہے اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، دوسرا یہ متقین کیلئے ہدایت کا سمندر بن کے آئی ہے میں اپنے انداز میں یوں کہوں یہ کتاب جو ہمیں پیغام دیتی ہے اپنی طرف بلاتی ہے اور کہتی ہے تو نے تو مجھے گھر کی زینت بنادیا اپنی بیٹی کے جہیز کی زینت بنادیا میں اسلئے آئی کہ تو مجھے اپنے سینہ میں سجاتا پھر دیکھ میں تجھے ترقی کی اوج ثریا پر پہونچادیتی۔

حضرات سامعین!

قرآن مجید میں صرف اتنا ہے **ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَرَیْبَ فِیْہِ ھُدیً لِلْمُتَّقِیْنَ**

اس سے آگے بھی تو بتائیں

اس کتاب کا نام کیا ہے
اس کتاب کا مقام کیا ہے
اس کتاب کا انعام کیا ہے
اس کتاب کا انجام کیا ہے
اس کتاب کا اکرام کیا ہے
اس کتاب کے بھیجنے والے کا نام کیا ہے
لانے والے کا نام کیا ہے
لینے والے کا نام کیا ہے
یہ کتاب کس مہینے میں آئی
یہ کتاب کس رات میں آئی

تو رب العالمین فرماتے ہیں اے میرے حبیب کی امت اگر تم اس کتاب کا باقی تعارف چاہتے ہو تو اس کتاب کو اپنے ہاتھوں میں کھولو اور سوال و جواب کرو تم سوال کرتے جاؤ میری کتاب تمہیں ہر سوال کا جواب دیتی جائیگی۔

تو اب میں اسی کتاب سے پوچھتا ہوں

اے کتاب تیرا نام کیا ہے؟ تو وہ خود جواب دیتی ہے یس ،وَالْقُرآنِ الْحَکِیْمِ،الرَّحْمٰن عَلَّمَ الْقُرْآن، میرا نام قرآن ہے

اے کتاب تیرا کام کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے هُدَیً لِلْمُتَّقِیْنَ میں متقین کی ہدایت کیلئے آئی ہوں۔ هدی للناس میں تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے آئی ہوں۔

اے کتاب تیرا مقام کیا ہے شان کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَرَأَيْتَه خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰـه. میرا رعب اتنا ہے اگر میں پہاڑ پر اتارا جاتا وہ بھی میری ہیبت سے ریزہ ریزہ ہو جاتے

اے کتاب تیرا احترام کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے لا يَمَسُّه اِلَّا الْمُطَهَّرُوْن میرا احترام یہ ہے مجھے کوئی ناپاک نہ چھوئے

اے کتاب تیری حفاظت کا انتظام کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَه لَحَافِظُوْنَ. جس رب نے مجھے اتارا ہے صبح قیامت تک میری حفاظت بھی خود کریگا

اے کتاب تو کس مہینہ میں آئی ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآن. میں رمضان میں آئی ہوں

اے کتاب تو کس رات میں آئی ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْر لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ.

میں اس رات میں آئی ہوں جو ایک رات ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔

سامعین عظام!

وائسرائے برطانیہ نے ۱۸۵۷ سے پہلے ایک ریسرچ کمیٹی بنائی کہ برصغیر کے مسلمانوں میں دین کی محبت اتنی زیادہ کیوں ہے تو اس وقت کی ریسرچ کمیٹی نے یہ خلاصہ نکال کر دیا کہ ان کی ھدایت کا ذریعہ قرآن ہے وائسرائے برطانیہ نے کہا قرآن کیا ہے لاؤ میرے پاس، دیکھ کر کہا یہ

چھوٹی سی کتاب؟ مٹا دو اسے، آج کے بعد برصغیر میں مجھے قرآن نظر نہ آئے وائسرائے برطانیہ نے تین لاکھ فوج قرآن مجید کو ختم کرنے کیلئے لگا دی، اور انہیں چھ مہینے کا ٹائم دیا چھ مہینے کے بعد آکر خبر سنائی کہ قرآن کو ختم کردیا گیا آج کے بعد برصغیر میں آپ کو قرآن نظر نہیں آئیگا، کچھ دن کے بعد وائسرائے برطانیہ دلی کے دورے پر آیا اپنی فوج کے ساتھ گزر رہا ہے اچانک ایک کچے مکان سے دیکھا قرآن پڑھنے کی آواز آرہی ہے وائسرائے برطانیہ تلملا گیا یہ کیا ہوگیا تم نے تو کہا تھا آج کے بعد قرآن نظر نہیں آئیگا دیوار پھلانگ کر اندر دیکھا بارہ سال کا نابینا لڑکا قرآن کی تلاوت کیف وسرور اور مستی میں آکر پڑھ رہا ہے جس کی آنکھیں بھی نہیں ہیں تمام فوجی ہاتھ باندھ کر کہنے لگے مسٹر قرآن کو مٹانا ہمارے بس کی بات نہیں پوچھا کیوں؟ چھ مہینے کا ٹائم دیا تین لاکھ فوجیں دیں تو جواب سنو قرآن کے دیوانو! فوجیوں نے کہا مسٹر ہمیں جہاں قرآن نظر آیا لکڑی پر پتہ پر ہڈی پر میں مٹاتا گیا دریا اور سمندر میں بہاتا گیا لیکن مسٹر یہ تو بتاؤ ان کے مولویوں نے محنت کر کر کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں قرآن کو بسا دیا ہے یہاں سے کیسے نکالو گے۔

حضرات سامعین!

یہ تو وہ کتاب ہے اگر اس کو زبانی پڑھیں تو ایک حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ملتی ہے دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں

اگر اس کتاب کو ہاتھ میں اٹھا کر پڑھیں گے تو ایک حرف کے بدلہ میں پچیس نیکیاں ملتی ہے پچیس گناہ معاف ہوتے ہیں پچیس درجے بلند

ہوتے ہیں۔

اگر اس کو فرض نماز میں پڑھیں گے تو ایک حرف کے بدلہ میں سو نیکیاں ملتی ہے سو گناہ معاف ہوتے ہیں سو درجے بلند ہوتے ہیں۔

اگر اس کتاب کو رمضان المبارک کے مہینے میں پڑھیں گے تو ایک حرف کے بدلہ میں سات ہزار نیکیاں ملتی ہے سات ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں سات ہزار درجے بلند ہوتے ہیں۔

اگر اس کتاب کو رمضان المبارک میں اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں پڑھیں گے تو ایک حرف کے بدلہ میں سات لاکھ نیکیاں ملتی ہے سات لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں سات لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں۔

اگر اس کتاب کو اچھی آواز میں پڑھیں گے تو قاری قرآن کا لقب مل جاتا ہے

اگر اس کا معنی اور مطلب سمجھ لیں گے تو عالم دین کا لقب مل جاتا ہے

اگر اس کی گہرائی اور گیرائی میں پہونچ جائیں گے تو مفسر قرآن کا ایوارڈ مل جاتا ہے

اگر اس پر عمل کرلیں گے تو جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جاتا ہے۔

اللہ رب العزت وذوالجلال ہم سب کو قرآن مجید سے سچی محبت اور اس کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین **بجاہ سید المرسلین**.

☆ **وماعلینا الا البلاغ** ☆

عید الاضحیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ،وَ بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، لَنْ یَنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَادِمَائُھَا وَلٰکِنْ یَنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ.

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ: مَنْ لَمْ یُضَحِّ فَلَایَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا او کما قال علیه الصلاۃ والسلام

پدر بولا کہ بیٹا رات میں نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی کا ایک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ خود میں آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے حکم سے تیرے لہو سے ہاتھ بھرتا ہوں

معززومؤقر دانشورانِ ملت!

اسلامی، ہجری، کیلنڈر کے آخری مہینہ ذی الحجۃ کے شروع والے دس دنوں کو عشرۂ ذی الحجۃ کہا جاتا ہے،حدیث شریف میں ان دس دنوں کی خاص فضیلت آئی ہے،دوسرے دنوں کے مقابلہ میں ان دس دنوں میں بندہ کا ہر نیک عمل اللہ کو بہت زیادہ پسند ہوتا ہے،جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کو اور سال کے بارہ مہینوں میں سے

رمضان المبارک کو اور رمضان کے تین عشروں میں سے عشرۂ اخیر یعنی رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کو خاص فضیلت بخشی ہے اسی طرح ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں کو بھی فضل ورحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے۔

کیونکہ

ان دنوں میں حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی قربانی کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چار بڑے بڑے امتحانات لئے اور ہر امتحان میں سو فیصد نمبرات سے کامیاب ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی حضرت سارہ سے ہوئی داڑھی سفید ہوگئی ایک بھی اولاد نہیں ہوئی اب ایک خطرہ منڈلا رہا ہے کہ مشن کا جانشین کون بنے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی حضرت سارہ نے کہا ابراہیم اب تک ہم اولاد سے محروم ہیں آپ ایسا کریں ایک نیک خاتون عورت ہے جنکے اندر نبی کی بیوی بننے کی صلاحیت پائی جاتی ہے جن کا نام ہاجرہ ہے نکاح کرلیں، چنانچہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نکاح میں لے لیا ابراہیم علیہ السلام کے سر کے بال جس وقت سفید ہونے لگے ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے تھے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ اے اللہ مجھے نیک بیٹا عطا فرما، اسلئے کہ مشن کا جانشین بننا تھا تو اللہ نے بڑھاپے کی عمر میں پیارا بیٹا عطا کیا جن کا نام اسماعیل رکھا، ادھر سے قدرت نے وحی بھیجی اے ابراہیم ہاجرہ کو بچہ کے ساتھ وادئ غیر ذی ذرع میں چھوڑ آؤ۔

اب دیکھیں امتحان در امتحان، اولاد نہیں تھی تب امتحان، ہوگئی تب امتحان، بڑھاپے کی عمر میں زار و قطار رونے کے بعد اللہ نے ایک بیٹا عطا کیا ہے ذرا سوچیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بیٹے سے کتنا پیار ہوگا، اس بیٹے سے کتنی دلی محبت ہوگی۔

لیکن جیسے ہی قدرت کی جانب سے فرمان جاری ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں ہاجرہ اسماعیل کو لیکر چلو میرے ساتھ، قربان جائیں وہ کتنی مقبول بیوی ہوگی، یہ بھی نہیں پوچھا کہاں جانا ہے؟ لبیک کہتے ہوئے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے نکل پڑی چلتے رہے چلتے رہے اور وہاں پہونچے جسکو قرآن نے وادیٔ غیر ذی ذرع کہا ہے۔

وہ وادیٔ غیر ذی ذرع جو چٹیل میدان ہے
جہاں چھوٹے چھوٹے ریت کے ٹیلے ہیں
پتھروں کے ٹیلے ہیں:

بیوی کے ہاتھ میں کھجور کی تھیلی دی اسکے بعد پلٹ گئے بیوی کہتی ہے ابراہیم اکیلے چھوڑ کر کہاں چل دئے؟ کس کے بھروسے جارہے ہو؟ ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا، بالآخر بیوی پوچھ بیٹھی یہ آپ کی مرضی ہے یا اللہ کا حکم ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تڑپ کر کہا ہاں اللہ کا حکم ہے، بیوی نے کہا اب بالکل آپ جا سکتے ہیں جس اللہ نے یہ حکم دیا ہے وہ اللہ میری حفاظت بھی خود کریگا۔

ابراہیم علیہ السلام تھوڑے دور جاتے ہیں بیوی اور بچہ یاد آجاتا ہے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں میرے مولیٰ اس زمین کو تو ایسے آباد

کردے جیسے شام کے وقت پرندے جوق در جوق اپنے گھونسلوں کی طرف جاتے ہیں، اور دعا کی مولی یہاں ہر موسم کے پھل عطا فرما۔

آج بھی کوئی مکہ جائے تو دیکھے گا چاہے موسم کوئی ہو ہر موسم کا پھل وہاں ملتا ہے، اور کسی جگہ کھڑے ہو جائیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جلوہ چار ہزار سال کے بعد آج بھی نظر آتا ہے، لوگ قافلہ در قافلہ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق ایسے آتے ہیں جیسے پرندے گھونسلوں کی طرف جاتے ہیں، حضرت ہاجرہ کے پاس سے کھجور ختم ہوگئی، پانی ختم ہوگیا دودھ بھی خشک ہوگیا بچہ کو زمین پر لٹا کے صفا مروہ پہاڑی پر دوڑ لگاتی ہیں حضرت ہاجرہ ٹیلہ پر کھڑی ہو کے پانی کو دیکھتی ہیں نیچے آتی ہیں اچانک بچہ نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے، دوڑتے ہوئے بچہ کے پاس آتی ہیں پھر ٹیلہ کے پاس جاتی ہیں پانی کو دیکھتی ہیں نیچے آتی ہیں پھر بچہ نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

صَفامَروہ پہاڑی پر تلاشِ آب میں دوڑی
بلند و پست پر فکرِ شئ نایاب میں دوڑی

کبھی اس سمت جاتی تھی کبھی اس سمت جاتی تھی
خیال آتا تھا بچہ کا تو فوراً لوٹ آتی تھی

اے ہاجرہ تیری محبت کو سلام پیش کرتا ہوں، تیری چاہت کو سلام پیش کرتا ہوں، تیری تڑپ کو سلام پیش کرتا ہوں اچانک دیکھتی ہے بچہ

زمین کو رگڑ رہا ہے اللہ نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

اسلئے کسی مفکر نے کہا جب ماں تڑپتی ہے تو اللہ پانی کا چشمہ جاری کر دیتا ہے۔

حضرات سامعین!

اب بچہ تھوڑا بڑا ہوتا ہے قدرت کی جانب سے خواب میں باپ کو دکھایا گیا اے ابراہیم اپنے بیٹے کو میری راہ میں قربان کر دے بوڑھا باپ ۹۶ سال کی عمر ٦ سال کا بچہ اور حکم دیا جا رہا ہے بیٹے کی قربانی کا دشمن کے گلے پے تو چھری چلانا آسان ہے لیکن یہاں تو ماجرہ ہی الگ ہے ۹٦ سال کی عمر میں پیارا بیٹا ملا اور فرمان باری ہوتا ہے ابراہیمؑ! اسماعیلؑ کی گردن پر چھری چلا دے میں دیکھنا چاہتا ہوں تو میرا ہے یا اسماعیل کا ہے تیرے دل میں میں ہوں یا اسماعیل ہے، کہا: میرے رب ہزاروں اسماعیل تجھ پر قربان کر دوں، بیوی سے کہا بچہ کو تیار کر دو، دوست کے یہاں لے کر جا رہا ہوں بیٹا باپ کی انگلی پکڑتا ہوا اچھلتا کودتا جا رہا ہے ابا مجھے دوست کے یہاں لیکے جا رہے ہیں، بیٹے کو ابھی تک یہ نہیں خبر کہ چھری کے نیچے سلانے لیکے جا رہے ہیں، جب ماں نے اکلوتے بیٹے کو سجا کر باپ کے حوالے کر دیا ابھی نکلے ہی تھے کہ شیطان آ گیا او ابراہیم! ایک خواب پر اکلوتے بیٹے کو قتل کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کنکر اٹھایا اور مارا تین جگہ آیا اور تینوں جگہ مارا، آج بھی حاجی جب منی جاتے ہیں تو اس جگہ پے کنکر مار کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو ادا

کرتے ہیں۔

جب باپ پے تدبیر نہیں چلی تو بیٹے کے پاس آیا کہا تجھے پتہ بھی ہے تیرے ابو کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ کہنے لگے ہاں دوستوں کے یہاں لے کر جا رہے ہیں شیطان نے کہا مغالطہ میں مت رہنا تجھے ذبح کرنے کیلئے لیکے جا رہے ہیں رب العالمین کا حکم ہے، اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہے تو ایک جان کیا ہے خدا کروڑو جانیں عطا کرے اس پالنہار کی محبت میں قربان ہونے کو تیار ہوں، مجھے تو تو شیطان معلوم ہوتا ہے؟

یہاں پے رک کے علامہ اقبال نے کہا......

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب بیٹے پر بھی داؤ نہ چلا تو اماں کے پاس گیا کہا تیرا بیٹا کہاں گیا ہے؟ کہنے لگی باپ کے ساتھ دوست کے گھر گئے ہیں، شیطان نے کہا نہیں نہیں ذبح کرنے کیلئے لیکے گئے ہیں، ماں بولی ہو نہیں سکتا کہا اللہ کا حکم ہے حضرت ہاجرہ نے کہا تب تو تو شیطان معلوم ہوتا ہے ایک بیٹا کیا اگر اللہ ہزار بیٹا عطا کرے ان سب کو بھی خدا کی محبت میں قربان کر دوں گی۔

سامعین عظام!

اب منی پہونچ کر باپ بیٹے سے مشورہ کر رہا ہے بیٹا اللہ کا حکم ہے میں تجھے ذبح کر دوں؟

پدر بولا کہ بیٹا رات میں نے خواب دیکھا ہے

کتاب زندگی کا ایک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ خود میں آپ تجھکو ذبح کرتا ہوں
خدا کے حکم سے تیرے لہو سے ہاتھ بھرتا ہوں

بیٹے نے کہا میرے پیارے ابا اگر اللہ کا حکم ہے تو کر گزریئے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائینگے، لیکن ابا ایک کام کرنا ذبح کرتے وقت میرے ہاتھ اور پیر کو رسی سے باندھ دینا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب چھری چلیگی تو میں تڑپوں گا میرے تڑپنے کی وجہ سے کہیں میرے ہاتھ اور پیر آپ کو نہ لگ جائے، دوسری بات یہ ہے کہ مجھے اوندھا لٹا دینا اسلئے کہ جب چھری چلیگی اور آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑیگی کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹے کی محبت خدا کی محبت میں آڑ بن جائے اور آپ کا ہاتھ رک جائے۔

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر
عجب بشاش تھے دونوں رضائے رب عزت پر
تأمل یا تذبذب کچھ نہ تھا دونوں کی صورت پر

اب سارے معاملات کمپلیٹ ہو چکے ہیں، باپ بیٹے کی گردن پر چھری رکھ چکے ہیں خدا کی قسم کائنات ہل گئی
فرشتوں میں ہل چل ہوگئی
شجر و حجر زار و قطار رونے لگے
سورج چاند ستاروں پے مایوسی چھا گئی

بجلی کڑک رہی ہے

بادل گرج رہا ہے

فرماتے ہیں اے اللہ کیا تو مجھ سے ناراض ہے؟ یہ لے اسماعیل کو تیرے نام پے قربان کرتا ہوں اللہ نے حضرت جبرئیل امین سے کہا جبرئیل، ابراہیم اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ چکا ہے اس سے پہلے کہ چھری چل جائے تو جنت جاکر دنبہ لا اور اسماعیل کی جگہ لٹا دے جبرئیل امین کہتے ہیں چھری رکھی جا چکی تھی چلنے کی دیر تھی جلدی سے میں گیا اور جنت سے دنبہ لاکر اسماعیل کی جگہ رکھ دیا جب چھری چلی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا **اللہ اکبر اللہ اکبر** یہ منظر دیکھ کر جبرئیل امین بھی بول پڑے **لاالہ الااللہ واللہ اکبر** فوراً اسماعیل علیہ السلام نے کہا **اللہ اکبر ولله الحمد** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنکھ سے پٹی کھولی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اللہ تیرا شکر ہے جب نیچے نظر پڑی تو دیکھتے ہیں دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے اور حضرت اسماعیل مسکرا رہے ہیں قدرت کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیم تونے خواب سچ کر دکھایا۔

حضرات سامعین!

ان ہی دونوں باپ بیٹے کی یاد میں قربانی کی جاتی ہے اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو قربانی ضرور کیجئے، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے بارے میں پوچھا گیا یا رسول اللہ قربانی کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قربانی تمہارے ابا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جو بندہ قربانی کرتا ہے ہر بال کے بدلہ

اللہ انہیں نیکی عطا فرماتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت اسکے جسم سے نکلنے والے خون کے قطرے کو زمین پر گرنے سے پہلے اللہ قربانی کرنے والے کی مغفرت فرمادیتا ہے

حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام پوری زندگی دو قربانی کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے ایک اپنی امت کی طرف سے۔

اس لئے اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو پہلے قربانی اپنی طرف سے کیجئے اسکے بعد اگر اللہ نے دیا ہے تو دوسروں کی طرف سے بھی کیجئے، اللہ رب العزت ہم سب کو حضور علیہ السلام کے طریقہ پر قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

جنگ آزادی اور علماء دیوبند

نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ!

دنیا سے آج پوچھو پیچھے نہیں تھے ہم
انگریز لے رہا تھا جب امتحاں ہمارا
زد میں بھی گولیوں کی مقصد نہ ہم نے چھوڑا
قیدوں میں بھی نہ بدلا عزم جواں ہمارا
ریلوں میں راستوں میں جیلوں میں محفلوں میں
نعرہ تھا ہم کو دیدو ہندوستاں ہمارا

محترم ومکرم سامعین عظام!

کبھی ہمارا یہ ملک انگریزوں کا غلام ہوا کرتا تھا، اور ہم غلامی کی فضا میں سانس لینے پر مجبور تھے، دنیا کی کوئی بھی غیرت مند قوم غلامی کی زندگی کو قطعًا برداشت نہیں کرتی، آزادی ہر ملک کا بنیادی حق ہے، کوئی بڑی طاقت اپنی طاقت کے زور پر کسی ملک کو اپنا غلام تو بنا سکتی ہے، لیکن اس ملک کے عوام کی آزادی کے جذبہ کو زیادہ دن تک دبا کر نہیں رکھ سکتی ہے، جس دن عوام کا سویا ہوا شعور جاگ اٹھتا ہے تب ان کی آزادی کی جد وجہد جنون کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور جب آزادی کا یہ جنون سر پے چڑھ کر بولنے لگتا ہے تو حکمرانوں کے پیروں تلے زمین کھسکنے لگتی ہے اور انھیں اس ملک سے بھاگنا ہی پڑتا ہے، ہم ہندوستانیوں نے بھی انگریزوں سے لڑ کر اس ملک کو آزاد کرایا، جنگ آزادی کی اس تحریک میں ہندوستان کے سبھی مذہبوں کے ماننے والے ہندو مسلم سکھ عیسائی نے آپس میں متحد ہوکر

آزادی کی یہ جنگ لڑی۔
اور سب کی زبان پر یہی نعرہ تھا۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اور ہمارے علماء غیر قوموں کو تو ترغیب دے ہی رہے تھے لیکن اس سے کہیں زیادہ اپنوں کو میدان میں لا رہے تھے۔
اور صدا لگا رہے تھے۔

ایک خدا ہے ایک نبی ہے ایک ہی قرآن ہے
ایک ہی کعبہ ہے ہمارا ایک ہی ایمان ہے
اس وطن کے دشت و در کی سب فضائیں ایک ہیں
سارے بھائی ساری بہنیں ساری مائیں ایک ہیں
ہم کو یہ شعلہ نہیں چاہت کی شبنم چاہیے
ہم کو یہ خنجر نہیں زخموں کا مرہم چاہیے
متحد ہوکر جئیں تو ایک طاقت ہم بھی ہیں
گر سلامت یہ وطن ہے تو سلامت ہم بھی ہیں

حضرات سامعین!

انگریز جب ہندوستان پہونچے تھے تو تاجروں کی حیثیت سے پہونچے تھے، اور عام لوگوں نے ان کو تاجروں کے سوا کچھ نہیں سمجھا، لیکن ان کی نیت صاف نہیں تھی انہوں نے اپنوں کی کمزوری اور آپسی نااتفاقی

سے فائدہ اٹھا کر اپنی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں کو استعمال کر کے یہاں کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے، اور ہندوستانی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں قید کرنے میں کامیاب ہوگئے، یہاں کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے، اس کا سلسلہ مزید بڑھتا ہی چلا گیا، پانی جب سر سے اوپر ہوگیا، اور ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادئ وطن کا جذبہ پیدا ہوا، اور سب سے پہلے مسلمانوں نے اس خطرہ کی سنگینی کو محسوس کیا، اور وہ اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں کود پڑے، پھر یہ تحریک رکی نہیں بلکہ اس نے زور پکڑنا شروع کر دیا اور اب علماء ہند سر پر کفن باندھ کر انگریزوں کو للکارنے لگے، اور یہ ایسی جماعت تھی جس کی جفا کشی نے تاریخ کو انقلاب آفریں بنا دیا۔

مجاہدین آزادی کا یہ نعرہ تھا۔

تیرے جھوٹے کفر و ایماں کو مٹا ڈالوں گا میں
ہڈیاں اس کفر ایماں کی چبا ڈالوں گا میں
کام ہے میرا تغیر نام ہے میرا شباب
میرا نعرہ انقلاب و انقلاب و انقلاب

حضرات سامعین!

ہندوستان کو طویل جد و جہد کے بعد آزادی کی نعمت حاصل ہوی، جس کیلئے ہمارے اسلاف نے زبردست قربانیوں کا نذرانہ پیش کیا، جان و مال کی قربانیاں دیں، تختۂ دار پر چڑھے، پھانسی کے پھندے کو جرأت و حوصلہ اور کمال بہادری کے ساتھ بخوشی گلے لگایا، اور حصول آزادی کی

خاطر میدان جنگ میں کود پڑے آخر کار تن کے گورے من کے کالے انگریز کو اس ملک سے نکلنا پڑا، غیر ملکی حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کیلئے طرح طرح کی چالیں چلیں، تدبیریں کیں، رشوتیں دیں، فرقہ وارانہ اختلافات پیدا کئے، انگریزوں نے ہندوستان کے معصوم باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، ہندوستانیوں پر ناحق گولیاں چلائیں، چلتی ریلوں سے اٹھا کر باہر پھینکا گیا، مگران کے ظلم وستم کو روکنے اور طوق غلامی کو گردن سے نکالنے کیلئے بہادر مجاہدین آزادی نے ان کا مقابلہ کیا اور ملک کو آزاد کر کے ہی اطمینان کا سانس لیا۔

میری جان ترنگا ہے میری شان ترنگا ہے
اے لوگو ذرا سن لو میری پہچان ترنگا ہے
مجھے فخر ہے اس پر کہ میں ایک ہندی ہوں
میرے پاس ترنگا ہے میری شان ترنگا ہے
ترنگے کی بلندی پر کتنوں نے لٹائی جان
شہیدوں نے کہا ہر پل میری جان ترنگا ہے

حاضرینِ محفل!

ہندوستان کی تحریک آزادی میں مسلمانوں کا حصہ قدرتی طور پر بہت ممتاز و نمایاں رہا ہے، انہوں نے جنگ آزادی میں قائد و رہنما کا پارٹ ادا کیا، تاریخ کے صفحات میں پلاسی کی جنگ اور بکسر کی جنگ بھی ہندوستانیوں کی شکست پر ختم ہوی، اسکے بعد انگریز بنگال بہار اڑیسہ پر پوری طرح حاوی ہو گئے۔

اس کے بعد پہلا شخص جس کو اس خطرہ کی سنگینی کا زبردست احساس ہوا وہ میسور کی دھرتی پر جنم لینے والے سلطان حیدر علی، اور ان کے بیٹے ٹیپو سلطان ہیں جنہوں نے جنگ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اور شاملی کے میدان میں جو جنگ ہوی اسے تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی، ۱۸۵۷ میں شاملی کے میدان میں علماء دیوبندؒ نے انگریزوں سے با قاعدہ جنگ کی جس کے امیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ مقرر ہوئے اور اس کی قیادت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا قاسم نانوتویؒ مولانا منیر احمد نانوتویؒ کر رہے تھے اس جنگ میں حافظ ضامنؒ شہید ہوئے مولانا قاسم نانوتویؒ انگریزوں کی گولی سے زخمی ہوئے انگریزی حکومت کی طرف سے آپ کے نام وارنٹ رہا لیکن گرفتار نہ ہو سکے ۱۸۸۰ میں وفات پائی دیوبند کے قبرستان قاسمی میں آسودۂ خواب ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ان حالات میں ملک میں رہ کر اب اپنے مشن کو برقرار رکھنا ممکن نہیں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے وہاں سے انہوں نے اپنے مریدین و متوسلین کے ذریعہ ہندوستان میں اپنے ہدایت وفیض کا سلسلہ جاری رکھا ۱۸۹۹ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو گرفتار کیا گیا اور سہارنپور کے قید خانے میں رکھا گیا پھر کچھ دن کال کوٹھری میں رکھ کر مظفر نگر کے قید خانے میں منتقل کیا گیا چھ ماہ تک آپ کو قید و بند کی مصیبتیں جھیلنی پڑی۔

حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا کے قید خانے میں ڈالا گیا، مالٹا کے قید خانوں میں انگریزوں نے حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا سخت سے

سخت سزائیں دی گئیں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی فرماتے ہیں جب حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا کے جیل میں نظر بند کیا گیا تو انگریز میرے استاد کو ایک تہ خانہ میں لے گئے اور لوہے کی گرم تپتی ہوئی سلاخیں لیکر کمر پر لگاتے اور کہتے اے محمود حسن انگریز کے حق میں فتویٰ دے جب حضرت شیخ الہندؒ ہوش میں آتے تو یہی فرماتے اے انگریز میرا جسم پگھل سکتا ہے میں بلال کا وارث ہوں میری جلد ادھڑ سکتی ہے لیکن میں ہرگز ہرگز تمہارے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔

حاضرینِ محفل!

جب انگریز نے دیکھا کہ ہمارے خلاف پروپیگنڈا پھیلانے میں زیادہ تر مسلمان ہیں تو انہوں نے اسلام پر انگلیاں اٹھائیں، اور سب سے پہلے علماء کو ختم کرنے کی سازش رچی تو اس وقت اللہ رب العزت نے ہندوستان میں اسلام کی حفاظت کیلئے چند شخصیات کو پیدا کیا ان میں سے ایک اہم شخصیت حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تھی، اس زمانہ میں اسلام کی بقا اسلامی عقائد اسلامی فکر اور اسلامی تہذیب کی حفاظت کیلئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ایک تحریک چلائی جس کو تحریک دیوبند کہا جاتا ہے جگہ جگہ مدرسہ قائم کئے دیوبند نامی مقام پر ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی تاکہ مسلمانوں میں یہ نظم پیدا کرے جوان کو اسلام اور مسلمانوں کی اصل شکل میں قائم رکھنے میں معین ہو، ایشیاء کی اس عظیم درسگاہ کا آغاز دیوبند کی ایک چھتہ مسجد کے صحن میں انار کے درخت کے سایہ میں ایک استاذ مولانا محمود ایک طالب علم محمود حسن سے ہوا، بعد میں

وہی درسگاہ ازہر ہند کہلائی اور جسے دارالعلوم دیوبند کے نام سے شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔

اے خاک وطن اب تو وفاؤں کا صلہ دے
میں ٹوٹتی سانسوں کی فصیلوں پے کھڑا ہوں
نفرتوں کے نام بھی ہم تبسم کرتے ہیں
محبتوں کے ساتھ ہم تکلم کرتے ہیں
وہ وطن سے وفاداری کا ثبوت مانگتے ہیں
ہم تو وطن کی خاک سے تیمّم کرتے ہیں

اور کسی شاعر نے درد کا احساس کرتے ہوئے کہا تھا:

اے وطن جب بھی سر دشت کوئی پھول کھلا
دیکھ کر تیرے شہیدوں کی نشانی رویا
دل سے نکلے گی نہ مر کر بھی وطن کی الفت
میری مٹی سے بھی خوشبوئے وفا آئے گی

☆ وماعلینا الاالبلاغ ☆

عصر حاضر اور مسلمانوں پر مظالم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُ مَا بِاَنْفُسِهِمْ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

(سورۃ رعد آیت نمبر ۱۱)

اشکوں کی تلواروں سے یہ جنگ نہ جیتی جائے گی
لفظ مجاہد لکھنا ہوگا سینوں پر دستاروں پر

عزیزان ملت!

آج مغرب کی درسگاہوں، تحقیقاتی اداروں، اور علمی مرکزوں سے ایک آواز ہم سے مخاطب ہے، مگر افسوس کوئی اس پر توجہ نہیں دیتا، کسی کا خون جوش نہیں مارتا، اور کسی کی غیرت نہیں جاگتی، وہ آواز ہمیں پکارتی ہے اے مسلمانوں سنو!

تمہارے اقبال کے دن گزر گئے
تمہارے علم کے کنویں سوکھ گئے
اور تمہارے اقتدار کے سورج ڈوب گئے
اب تمہیں حکمرانی اور سلطانی سے کیا واسطہ؟
تمہارے بازو اب شل ہو گئے

اب ہم تمہارے آقا اور تم ہمارے غلام ہو، ہم نے ہر طریقے سے تمہیں اپنی غلامی کے سانچہ میں ڈھالا ہے، ہمارا لباس پہن کر، ہماری زبان بول کر، اور ہمارے طور طریق اختیار کر کے تمہارے سر فخر سے بلند

ہوتے ہیں، تمہارے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جب ہمارا قومی نشان اور مذہبی شعار ٹائی لگا کر اسکول جاتے ہیں تو اس لباس کو دیکھ کر کس طرح تمہارا دل خوش ہوتا ہے، ہم بیوقوف نہیں تھے ہم تمہارے دل و دماغ کو اپنا غلام بنا چکے تھے، اب تم ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہو، ہمارے کانوں سے سنتے ہو، اور ہمارے دماغ سے سوچتے ہو۔

تمہارے یہاں اب کوئی خالد بن ولید
کوئی صلاح الدین
کوئی محمد بن قاسم
کوئی ٹیپو سلطان

پیدا نہیں ہوسکتا؟ آخر کیوں ہمیں پریشان کیا جارہا ہے؟ آج نہ ہماری جانیں محفوظ ہیں، نہ ہمارا مال محفوظ ہے، کہیں حالت یہ ہے کہ دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کو ماردیا جاتا ہے، کہیں حالت یہ ہے کہ ہم گھر سے روزی کی تلاش میں نکلتے ہیں اور ہماری مائیں بہنیں انتظار میں ہوتی ہیں کہ میرا لال کما کر لائیگا ہماری آرام کی زندگی گزرے گی لیکن چند ناپسکوں کی اولاد ہمارے مسلم بھائیوں کو مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں اور ہماری ماؤں بہنوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا جاتا ہے، ان کی خوشی آنسوؤں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

حاضرینِ بزم!

آج جن ملکوں کو امن وامان والا مانا جاتا ہے وہاں بھی ایک دھماکہ ہوتا ہے اور ہمارے بھائی دنیا سے چلے جاتے ہیں، یعنی مسلمان پوری دنیا

میں تشدد کے ٹارگیٹ پر ہے چاہے مراقش، الجیریا، جزائر کا حال ہو یا انڈونیشیا، لیبیا، مصر، فلسطین، سوڈان کا حال ہو، عراق، افغانستان، بنگلہ دیش، برما، اور خصوصاً ہمارا جمہوری ملک ہندوستان میں پچھلے دنوں جو ماب لنچگ کے واقعات رونما ہوئے اس سے ہماری آنکھیں خون کے آنسوں روتی ہے۔

روح تڑپتی ہے
جسم کانپتا ہے
دل لہولہان ہوتا ہے

چاہے گجرات ہو یا مظفرنگر کس طرح ہماری ماؤں بہنوں کو فحاشی کا اڈہ بنایا گیا، انہیں ننگا ناچنے پر مجبور کیا گیا، جسم سے کپڑا اتار کر زندہ آگ میں جلا دیا گیا، غریب معصوم لوگوں کے گھروں میں رکھے سامان کو توڑ دیا گیا چاہے یونیورسٹی کا نجیب، جھارکھنڈ کا تبریز انصاری ہو یا بہن آصفہ کا واقعہ ہو کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ کیا اس کو ٹریریسٹ کی لسٹ میں شامل نہ کیا جائے؟

آخر کیوں مسلمانوں پر اتنا ظلم کیا جا رہا ہے؟ کیا مسلمانوں نے اس دیش کی آزادی میں اپنا خون تمہارے پسینہ سے بھی زیادہ نہیں بہایا ہے؟ ارے سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم مسلمان آگے نہ بڑھتے تو دیش آزاد نہ ہوتا۔

اسکے باوجود ہم یہ کہتے رہے۔

نہ تیرا ہے نہ میرا ہے یہ ہندوستان سب کا ہے
نہیں سمجھی گئی یہ بات تو نقصان سب کا ہے
اور جو اس میں مل گئی ندیاں وہ دکھلائی نہیں پڑتی

مہاساگر بنانے میں مگر احسان سب کا ہے

حاضرینِ بزم!

اگر آج صرف اس بناء پر مسلمانوں کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے کہ مسلمانوں نے بھارت کو دیا ہی کیا ہے،

تو آؤ میں تمہیں بتاؤں، بھارت اگر آج سوپر پاور ہے تو اس کا کارن صرف مسلمان ہے، بھارت کو شکتی شالی بنانے میں مسلمانوں کا بڑا یوگدان رہا ہے، مسلمانوں کے آنے سے پہلے بھارت ٹکڑوں میں بٹا ہوا تھا، ہر راجہ کا اپنا دیش تھا مسلمانوں نے ان سب کو ملا کر اکھنڈ بھارت کا نرمان کیا، دلی سے سرکار چلانے کا کام سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی کیا جو آج تک جاری ہے، مسلمانوں کے ہی راج میں بھارت کو سونے کی چڑیا کا سرٹیفکیٹ ملا، اور تو اور مسلمانوں نے اس دیش کو صرف سونے کی چڑیا ہی نہیں بنایا بلکہ کئی پرکشش عمارتیں بھی دیں، آج مسلمانوں کی ہی بنائی ہوی عمارتیں دیش کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہی ہیں، بہتوں نے ثانی تاج محل تک بنانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے شاید انہیں معلوم نہیں۔

ہر وفا زندۂ جاوید نہیں ہوتی ہے
دل کا ہر زخم کہیں دل کا کمل بنتا ہے
جب شہنشاہ بھی ہو، عشق بھی، دولت بھی
تب کہیں جا کے کوئی تاج محل بنتا ہے

سامعین عظام!

مسلمانوں کے بنائے ہوئے تاج محل اور لال قلعہ سے آنے والا

روپیہ آج بھارت کو آرتھک (مالی) طور پر مضبوط بنا رہا ہے، مسلمانوں نے اس دیش کو مہان بنانے کیلئے نئے نئے طریقے ایجاد کئے، بھارت کو انگریز سے آزاد کرانے کیلئے ٹیپو سلطان نے جہاں راکیٹ اور توپ خانوں کا اَوشکار (ایجاد) کیا، وہیں پر اے پی جے عبدالکلام نے ہی ایٹم بم کا اوشکار کیا تھا۔

ارے اس کو چھوڑو۔

ہماری آن بان شان ہم ہندوستانیوں کی پہچان نیشنل فلیگ ترنگا جھنڈے کو کس نے بنایا؟ ترنگے جھنڈے کی ڈیزائننگ کس نے کی؟ آپ کو پتہ ہونا چاہیئے وہ ایک مسلم لڑکی تھی جس کا نام سریا طیب ہے۔

اور آپ کو پتہ ہونا چاہیئے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ نے دارالعلوم دیوبند کی استھاپنہ (بنیاد) انگریزوں کو بھگانے کیلئے ہی کیا تھا اس مدرسہ کا مقصد دیش میں ایسے نوجوانوں کو تیار کرنا تھا جو بھارت کی آزادی میں یوگدان دے سکیں، ریشمی رومال آندولن کی شروعات کرنے والے مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ دارالعلوم دیوبند کے ہی اسٹوڈینٹ (طالب علم) تھے، آزادی کے بعد بھارت کے پہلے گرہ منتری مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہی تھے، مولانا محمود الحسن نے ہی ۱۹۲۰ میں گاندھی کو مہاتما کا لقب دیا تھا جن کا نام اتنا مشہور ہوا کہ پوری دنیا مہاتما گاندھی کے نام سے جاننے لگی، اور بتاتا ہوں کالا پانی جیسی دردناک سزا پانے والے ۹۰ فیصد سے زیادہ لوگ مسلمان ہی تھے، جبکہ اسی کالے پانی سے بچنے کیلئے بہت سارے لوگوں نے معافی نامے

لکھے بلکہ انگریزوں کی مخبری بھی کی، انگریزوں کی غلامی حرام ہے کا نعرہ دینے والے شاہ عبدالعزیز مسلمان ہی تھے، آج میڈیا والے جو مسلمانوں کے اوپر بھونکتے ہیں انہیں پتہ ہونا چاہیئے دیش کے پہلے پتر کار مولانا میر باقر مسلمان ہی تھے، بھارت کی آزادی کیلئے دیش بھر میں موجود مسجدوں کو قلعوں کی طرح استعمال کیا گیا جن مسجدوں میں صبح شام ہر وقت بھارت کی آزادی کیلئے اعلان ہوا کرتے تھے آزادی کے وقت کوئی مسجد ایسی نہیں تھی جسکی دیواروں پر مسلمانوں کا خون نہ لگا ہو۔

ارے سچ تو یہ ہے کہ بھارت کی آزادی مسلمانوں کے بغیر ناممکن (امپوسیبل) ہے

کوئی خوشبو نہ کوئی پھول نہ کوئی رونق
اس پے کانٹوں کی جہالت نہیں دیکھی جاتی
ہم نے کھولی تھی اسی باغ میں اپنی آنکھیں
ہم سے اس باغ کی حالت نہیں دیکھی جاتی
ہم نے خوشی میں امیدوں کے ترانے گائے
لیکے پتھر سے پہاڑوں کو چمن سونپ دیا
اب تو معصوم گلابوں کی ایک گھایل خوشبو
چیخ گونجتی ہے جب خاروں کو چمن سونپ دیا

مسلمانوں ذرا سوچیں!

آخر امن وشانتی والے دیش میں مسلمانوں پر اتنا ظلم کیوں؟ کیا انہیں اللہ کا پیغام نہیں پہونچا، مسلمان تو وہ ہے جو کسی بے گناہ کا قتل عام

کرنے سے ڈرتا ہے اس لئے کہ وہ اللہ کی پکڑ میں آجائے گا، پھر اگر اللہ کا وہ بندہ جس نے کلمہ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا، وہ صرف اس بات پر قتل کر دیا جائے تو کیا انہیں ڈر نہیں لگتا، اور ہماری بھی کمی ہے کہ اگر کوئی بھائی مدد مانگتا ہے تو کس طرح چپ رہتے ہیں، کیا برما میں قتل عام نہیں دیکھا، بچوں کی چیخ و پکار نہیں سنی، فلسطین عراق جزائر غرض ہر ملک میں مسلمانوں کو قتل عام کیا گیا، مسلمانو! تب بھی ہوش نہیں آیا سب اپنے اپنے پیٹ کی خاطر لگے رہے، کس منھ سے بارگاہ الٰہی میں جواب دوگے، کس منھ سے ۱۵ اگست ۲۶ جنوری مناؤ گے، تاریخ کے بدترین ظلم کرنے پر آگئے ہیں لوگ، سارے کافر ملکر ایک ہو پڑتے ہیں، لیکن مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکے، اللہ نے بار بار دکھایا کہ ۳۱۳ صحابہ کرامؓ نے ہزاروں کا لشکر تباہ کر دیا، آج مسلمان کثیر تعداد میں ہوکر بھی ناامیدی کے شکار ہیں، مسلمان بے یار و مددگار کھڑا ہے، پچاس ملکوں کا اتحاد بنایا، آج کہاں ہے مسلمانوں کا اتحاد؟

حاضرین محفل!

ہماری غیرت نہیں جاگتی، جب ہماری مائیں بہنیں زار و قطار پکارتی ہیں آؤ ہماری مدد کو، جس مذہب کے اندر بوڑھوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کا حکم دیا گیا، آج وہی بوڑھا کہتا ہے اگر ہم مرگئے اور ہماری مدد کو کوئی نہیں آیا، تو کل قیامت کے میدان میں تمہارا گریبان پکڑ لوں گا، اللہ کی بارگاہ میں تم کو جواب دینا پڑیگا، کیا کوئی نہیں اٹھے گا؟ کیا اس بچی کی بات سچ کر دکھاؤ گے جو کہتی ہے کیا اب میری مدد کو کوئی صلاح الدین ایوبی نہیں

آئیگا کوئی محمد بن قاسم نہیں آئیگا۔

اسلئے مسلمانوں ایک ہو جاؤ اور ہماری ماؤں بہنوں بھائیوں کو پکار کر کہو تم تنہا نہیں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

اب فقط شور مچانے سے نہیں کچھ ہوگا
صرف ہونٹوں کو ہلانے سے نہیں کچھ ہوگا
زندگی کیلئے بے موت ہی مرتے کیوں ہو
اہل ایماں ہو تو شیطان سے ڈرتے کیوں ہو
تم جو چاہو تو زمانے کو ہلا سکتے ہو
فتح کی ایک نئی تاریخ بنا سکتے ہو
خود کو پہچانوں تو سب اب بھی سنور سکتا ہے
دشمن دیں کا شیرازہ اب بھی بکھر سکتا ہے

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

❁ ❁ ❁

رمضان المبارک کی فضیلت و اهمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ، مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ،اَمَّا بَعْدُ فَأعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانْ،(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

وقال النبی صلی الله علیه وسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.او کما قال علیه الصلاة والسلام (بخاری شریف جلد ا حدیث نمبر ۳۸)

چشم بار ہوکہ مہمان آگیا
دامن میں الٰہی تحفۂ ذیشان آگیا
بخشش بھی مغفرت بھی جہنم سے بھی نجات
دست طلب بڑھاؤ کے رمضان آگیا

معزز ومکرم واجب الاحترام توحید وسنت کے پروانو! اصحاب رسول کے دیوانو!

رمضان المبارک کی عظمت وفضیلت پر آپ کے سامنے لب کشائی کی جسارت کررہا ہوں عنوان بڑا دلچسپ ہے دلچسپی کے ساتھ سنیں ان شاءاللہ بہت ساری قیمتی باتیں لیکر جائیں گے۔

حضرات سامعین!

میں صرف رمضان کی پہچان رمضان کے نام سے کرانے کی کوشش

کروں گا،آپ رمضان المبارک کے معنی پر غور کریں اللہ رب العزت نے رمضان المبارک کے نام میں ہی کتنے خوبصورت اشارہ کردئے،صرف رمضان المبارک کے لفظ پر غور کریں، رمضان کے لفظ میں پانچ حروف ہیں ایک راء کا حرف ہے ایک میم کا حرف ہے ایک ضاد کا حرف ہے ایک الف کا حرف ہے ایک نون کا حرف ہے یہ پانچ حروف ہیں۔

پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں دیکھنے میں یہ پانچ حروف ہیں لیکن درحقیقت یہ پانچ دریا ہیں۔اسلئے کہ

رمضان کی راء میں اللہ نے رحمت کا دریا بہادیا

رمضان کے میم میں اللہ نے مغفرت کا دریا بہادیا

رمضان کے ضاد میں جہنم سے آزادی کی ضمانت کا دریا بہادیا

رمضان کے الف میں دنیاوآخرت میں اجر کا دریا بہادیا

رمضان کے نون میں اللہ نے دنیا میں سحری اور افطار کی نعمتیں اور آخرت میں جنت کی نعمتوں کا دریا بہادیا۔

یہ وہ رمضان المبارک ہے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں کہ اس میں جو بھی بندہ آتا ہے غوطہ کھاتا ہے پاک ہوجاتا ہے۔

حاضرینِ بزم!

اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں کہ اس رمضان میں جو بھی بندہ میرے در پے آنسو بہاکے سرکو جھکاتا ہے، بندہ کے سرکو جھکانے میں تو دیر ہوسکتی ہے، لیکن اللہ فرماتے ہیں بندوں کے گناہوں کو مٹانے میں مجھے دیر نہیں لگتی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن ُ،اگرآپ تاریخ وسیر کی

Study (مطالعہ) کریں گے اور ماضی کی طرف جائیں گے تو صاف طور سے ملے گا کہ رمضان المبارک صرف وہ مہینہ نہیں جس میں اللہ نے قرآن کریم کو اتارا بلکہ اللہ تعالی نے جتنے بھی صحائف اتارے جتنی بھی کتابیں اتاری، ساری کی ساری رمضان میں اتاری۔

رمضان کی چھ تاریخ تھی جب اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل سے نوازا
رمضان کی بارہ تاریخ تھی جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات سے نوازا
رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی جب اللہ نے داؤد علیہ السلام کو زبور سے نوازا
رمضان کے آخری عشرے کی شب قدر تھی جب اللہ نے لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید کو اتارا۔

اللہ نے ساری کتابیں رمضان المبارک میں اتار کر یہ اشارہ کر دیا کہ یہ اتنا محترم مہینہ ہے کہ ہم نے جب بھی کوئی کلام اتارا، جب بھی کوئی صحیفہ اتارا جب بھی کوئی کتاب اتاری، ساری کی ساری رمضان المبارک میں اتاری۔

پیارے آقا کے امتیو!

ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے صرف رمضان المبارک کے معنی پر غور کر لیں، رمضان المبارک کے مختلف معنی ہیں، میں ایک دو آپ کی نذر کر رہا ہوں، رمضان یہ رِمَضٌ سے مشتق ہے ایک معنی اس کے موسمِ خریف کی بارش کے ہیں، بارش جب برستی ہے اس کے نیچے جو بھی ہو اس کو دھو کے صاف و شفاف کر دیتی ہے اس مہینے کا نام بھی رمضان اسلئے رکھا اس میں جب اللہ اپنی رحمت کی موسلہ دھار بارش برساتے ہیں جو بھی اس

بارش کے نیچے آتا ہے وہ اس رحمت کی بارش میں ڈھل کر پاک اور صاف ہوجاتا ہے،

اس کے ایک معنی آتے ہے آگ کے اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی بڑا خوبصورت اشارہ ملتا ہے، اس مہینے کا نام رمضان اسلئے رکھا کہ جس طرح آگ کا کام ہوتا ہے جلانا، جو بھی چیز آگ میں ڈالو وہ جل کر راکھ ہو کر ختم ہوجاتی ہے اس مہینے کا نام بھی رمضان اسلئے رکھا کہ یہ بھی بندۂ مؤمن کے گناہوں کو جلا کے ختم کردیتا ہے۔

شمعِ رسالت کے پروانو!

کالی کملی والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک ایسا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض عبادتوں کے برابر کردیا جاتا ہے، اور فرض عبادتوں کا ثواب معمول کی ستر عبادتوں کے برابر کردیا جاتا ہے، اور تو اور اس مہینے میں ابن آدم کے ہر نیک عمل کو دس سے سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

اب میں آپ کے دل میں فٹ کرنے کیلئے ایک جملہ استعمال کررہا ہوں، اللہ فرماتے ہیں آج تمہارے موبائیل کا بھی چارجر ہے میں نے تمہارے ایمان کا بھی چارجر بھیجا ہے، جس طرح تمہارے موبائیل کی بیٹری چلتے چلتے لو ہوجاتی ہے، جسے چارج کرتے ہو ایک گھنٹہ اور چلاتے ہو پورے چوبیس گھنٹے، اللہ فرماتے ہیں تم نے بھی گیارہ مہینے تک چلا چلا کے اپنے ایمان کی بیٹری کو لو کرلیا ہے، تو میں نے رمضان المبارک کو تمہارے لئے چارجر بنا کے بھیج دیا اس ایک مہینے میں تم میری طرف آجاؤ

اور اپنے ایمان کی بیٹری کو چارج کر لو ایک مہینہ چارج کرو گے بارہ مہینے کافی کر دوں گا۔

حضرات سامعین!

اس مہینے میں عبادت وریاضت کر کے اللہ کو راضی کر لیں ان شاءاللہ سب مل جائے گا، جس طرح آپ نے سنا ہوگا ایک نام ہے محمود غزنویؒ، ایک دفعہ محمود غزنوی نے اپنے جرنیلوں کے سامنے خوش ہو کر چند ہیرے موتی پھینک دئے اور اعلان کروا دیا کہ جس کو جو لینا ہو لے لو، آج سب میرے لئے برابر ہو اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے، جب پیچھے چہرہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں ان کا غلام ایاز بھی گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے پیچھے آرہا ہے، پوچھا ایاز کیا بات ہے؟ کیا تمہیں ہیرے اور جواہرات نہیں چاہئے؟ تو سنو ایاز کا جواب جو کہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے،

ایاز نے جواب دیا، جو موتیوں کے طالب تھے وہ موتی تلاش کر رہے تھے اور جو موتی والے کا طالب تھا، وہ موتی والے کو تلاش کر رہا ہے، اسلئے جو روزہ دار منعم حقیقی کے طالب ہوتے ہیں وہ عبادت وریاضت کر کے اس کو پالیتے ہیں، اور اسے دنیا اور آخرت کی ہر چیز مل جاتی ہے۔

حاضرینِ بزم!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے اے خیر کے متلاشی آگے! آ، اور اے

شر کے متلاشی! رک جا، اور یہ رمضان المبارک کی ہر شب میں ہوتا ہے۔

ایک موقع پر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ اور قرآن مجید بندہ کی سفارش کرتے ہیں، روزہ کہتا ہے اے رب میں نے ان کو دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہذا ان کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے، اور قرآن کہتا ہے کہ میں نے ان کو رات کی نیند سے محروم رکھا لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے اور دونوں کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رمضان آچکا ہے اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو طوق پہنا دئے جاتے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو، جب اس مہینہ میں بخشش نہیں ہوئی تو کب ہوگی؟

میرے دوستو!

رمضان المبارک کا مہینہ اعمال کی اصلاح کا مہینہ ہے اسلئے اس کو قیمتی بنائیں تاکہ رمضان المبارک کے بعد صالح اور کامیاب مسلمان بن کر اقوام عالم کے سامنے ظاہر ہوں اور اپنے دولت خانہ سے نکل کر قدر و منزلت رحمت و برکت کے ساتھ زندگی کے قافلے کو آگے بڑھانا نصیب ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کو قیمتی بناتے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی رمضان المبارک کی تمام

ساعتوں کو عبادات میں مصروف رکھنے کی تاکید فرماتے اسکے بعد تمام اسلاف، اکابر، علماء، اولیاء کرام کی بھی یہی حالت رہی ہم بھی اپنے اکابر علماء صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کے طرز پر اس ماہِ مبارک کو قیمتی بنانے کی کوشش کریں، تاکہ ہم بھی رمضان المبارک کی رحمتوں کے مستحقین میں داخل ہوسکیں۔

اللہ رب العزت ہم سب کو رمضان المبارک کے اس مہینہ کی قدر اور خوب عبادت وریاضت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

بے زبانوں کو جب وہ زبان دیتا ہے
پڑھنے کو پھر وہ قرآن دیتا ہے
بخشش پہ آتا ہے جب امت کے گناہوں کو
تحفہ میں گنہگاروں کو رمضان دیتا ہے

وماعلینا الاالبلاغ

❁❁❁

پیغمبر اسلام اور امی عائشہؓ پر تہمت

الحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلى أَشْرَفِ الخَلْقِ أَجْمَعِينَ وَخَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وَعَلى آلِهِ وَأَصْحابِهِ وَأَتْبَاعِهِ بِإحْسَان إِلَى يَوْمِ الدِّين.

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاوٗا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِنكُم الخ صدق الله العظيم. سورہ نور آیت نمبر (۱۱)

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
دین پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

معزز وموقر دانشورانِ عظام، ہمدردان قوم وملت!

آج کل ہمارے ہندوستان میں ہر چند دن میں کم عقل اور تاریخ سے ناواقف لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، چاہے وہ کملیش تیواری کی شکل میں ہو یا حال ہی میں چل رہے نو پور شرما کی شکل میں ہو، اور ہم مسلمان چند جگہوں پر احتجاج کرکے خاموش ہوجاتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ سے محبت کرنا اور ان کے گستاخوں کو انجام تک پہونچانا ہمارا ایمانی تقاضہ ہے۔

میں آپ حضرات کے سامنے آج ان گستاخانِ رسول کے چند سوالات کے جوابات قرآن مجید وحدیث شریف اور سائنس سے دینے کی کوشش کروں گا، تاکہ ان لوگوں کو لگام لگائی جاسکے غور سے سنیں

میں آپ سے پوچھتا ہوں۔

کیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح حضرت محمد ﷺ کے ساتھ جس عمر میں ہوا تھا وہ غلط تھا؟

دشمنانِ اسلام خصوصاً مغربی دنیا کے لوگ اس بات کو لے کر حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے نظر آتے ہیں ...اور آپ ﷺ کے مبارک تقدس کو پامال کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، جنکی دیکھا دیکھی میں آج کل ہندوستان کے کچھ تنگ ذہن، اسلام مخالف لوگ بھی اس کو عنوان بنا کر مسلمانانِ ہند کے جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کررہے ہیں .. جس کو سن کر مسلمان بہت زیادہ پریشان ہوجاتے ہیں اور شانِ اقدس میں ہونے والی گستاخی کو برداشت نہیں کرپاتے، مگراس کے باوجود اس اعتراض پر اپنے آپ کو لاجواب محسوس کرتے نظر آتے ہیں .. اور بعض مسلمان خود حیران ہوکر اس پر سوال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے امی عائشہ سے اتنی کم عمری میں نکاح کیوں کیا تھا؟

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی روایات سے پتا چلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کی چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کے وقت ان کی عمر شریف نو برس کی تھی،

یہ ساری روایات صحیح ہیں ان کی صحت پر کلام نہیں کیا جاسکتا.

اس بات کو گودی میڈیا نے کئی دفعہ mispresent (غلط بیانی) کرکے عوام کے دلوں میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بدگمانی پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے...

جس کی وجہ سے بعض لوگ حیرانی اور تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا محمد

ﷺ نے ایک بچی سے نکاح کیا تھا؟
آیئے بتاتا ہوں اسکی کیا حقیقت ہے....
اس نکاح کے پیچھے کیا حکمت تھی؟
1400 سو سال پہلے کیا یہ عام سی بات تھی؟

اس کا جواب دینے کے لئے ان روایات کی صحت پر کلام کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو تاریخی پس منظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس سے پہلے آپ کے ذہن کو ایک نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں:

وہ یہ کہ وقت کے ساتھ ساتھ انسانوں کی غذا اور انکے کے استعمال کی چیزوں میں بڑی تبدیلیاں آئی ہیں اور اسی طرح انسانوں کے اندر بھی جسمانی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

١٤٠٠ سال پہلے اتنی کم عمری میں شادی ہونا ایک عام سی بات تھی .. اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ، ایشیاء، افریقہ اور امیریکہ میں ٩ سال سے ١٤ سال کی لڑکیوں کی شادیاں کردی جاتی تھیں۔

مثال کے طور پر سینٹ آگاسٹین نے جس لڑکی سے شادی کی اس کی عمر ١٠ سال تھی۔

راجا ریچرڈ نے جس لڑکی سے شادی کی اس کی عمر سات سال کی تھی۔
ہینری نے ایک ٦ سال کی لڑکی سے شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ عیسائیوں کی پڑھی جانے والی آج کی موجودہ بائبل میں ہے۔

مگر ہر وہ لڑکی جو باکرہ ہے اسکو اپنے لئے محفوظ کرلو۔

۱۹۲۹ سے پہلے تک برطانیہ میں، چرچ آف انگلینڈ کے وزراء ۱۲ سال کی لڑکی سے شادی کر سکتے تھے۔

۱۹۸۳ سے پہلے کیتھولک کینان کے قانون نے اپنے پادریوں کو ایسی لڑکیوں سے شادی کر لینے کی اجازت دے رکھی تھی کہ جنکی عمر ۱۲ کو پہنچ چکی ہو۔

بہت سارے لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ امریکہ کے اسٹیٹ آف ڈیلیورا میں ۱۸۸۰ میں لڑکی کی شادی کی جو کم سے کم عمر تھی وہ ۸ سال تھی . اور کیلیفورنیا میں ۱۰ سال تھی۔

یہاں تک کہ آج تک بھی امریکہ کے کچھ اسٹیٹس میں لڑکیوں کی شادی کی جو عمر ہے، وہ میسیچوسس میں ۱۲ سال، اور نیو ہیمسفر میں ۱۳ سال اور نیویارک میں ۲۴ سال کی عمر ہے۔

یہاں تک تو عیسائیت اور مغربی ممالک میں لڑکی کی شادی کی مناسب عمر اور وہاں کے معروف شخصیات کے اس پر عمل کے متعلق کچھ تفصیلات تھیں، جس سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ تاریخی نقطۂ نظر سے اس عمر کی لڑکی سے نکاح کرنا ایک عام سی بات تھی اور اس کو کوئی معیوب نہیں سمجھتا تھا۔

اب ہم اپنے ملک ہندوستان کے قوانین اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں کہ ان میں لڑکی کی شادی کی مناسب عمر کے بارے میں کیا لکھا ہے . ؟

ہندو مذہب کی کتاب منوسمرتی میں لکھا ہے،
لڑکی کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی شادی کر دینی چاہیے
(گوتما۱۸-۱۲)

اس ڈر سے کے کہیں ایام حیض نہ شروع ہو جائیں، باپ کو چاہئیے کہ اپنی لڑکی کی شادی اسی وقت کر دے جب کہ وہ بے لباس گھوم رہی ہو؛ کیونکہ اگر وہ بلوغت کے بعد بھی گھر میں رہے تو اس کا گناہ باپ کے سر ہوگا،

ہندوستان میں شادی کی عمر:

اس کے متعلق کیمبرج کے سنٹ جانس کالج نے Jack"goody (جیک گوڈی) نے اپنی کتاب (the ancient) (میں لکھا ہے کہ ہندوستانی گھروں میں لڑکیاں بہت جلدی ہی بیاہ دی جاتی تھیں۔

سری نواس ان دنوں کے بارے لکھتے ہیں جب کہ انڈیا میں بلوغت سے قبل شادی کرنے کا رواج تھا،لڑکی کو اس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اس کی شادی کر دینی ہوتی تھی؛ ہندو لاء کے مطابق اور ملک کے رواج کے موافق لڑکی کے باپ پر یہ ضروری تھا کہ وہ بالغ ہونے سے پہلے اسکی شادی کر دے،اگرچہ رخصتی میں اکثر تاخیر ہوتی تھی، جو تقریباً" ۳ سال ہوتی تھی۔

اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ ایسی کم عمری کی شادیوں کا انڈیا میں آج بھی رواج ہے۔

The Encyclopedia of Religion (دی انسائیکلو پیڈیا اف ریلیجن)

میں لکھا ہے کہ، جس کی بیٹی اس حالت میں بلوغت کو پہنچتی تھی کہ وہ غیر شادی شدہ ہوتو اس کے (ہندو) باپ کو گنہگار سمجھا جاتا تھا، اگر ایسا ہوتا تو وہ لڑکی خود بخود "سدرا" (نچلی ذات) کے درجہ میں چلی جاتی تھی. اور ایسی لڑکی سے شادی کرنا شوہر کے لئے باعث رسوائی ہوا کرتا تھا..

منو کی سمرتی نے مرد اور عورت کے لئے شادی کی جو عمریں طے کی ہیں وہ اس طرح ہیں کہ، لڑکا ۳۰ سال کا اور لڑکی ۱۲ سال کی یا لڑکا ۲۴ سال کا اور لڑکی ۸ سال کی

مگر آگے چل کر بھراسپتی اور مہابھارت کی تعلیم کے مطابق ایسے موقعوں پر (ہندو) لڑکیوں کی جو شادی کی عمر بتائی گئی ہے، وہ ۱۰ سال اور ۷ سال ہے، جبکہ اسکے بعد کے شلوکاس میں شادی کی کم از کم عمر ۴ سے ۶ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸ سال بتائی گئی ہے . اور اس بات کے بے شمار شواہد ہیں:

خلاصہ یہ کہ ہندو مذہب کے ماننے والوں کی اپنی کتابوں کے مطابق بھی اس عمر میں شادی کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے، جو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں یا تو وہ جہالت کی بنیاد پر کرتے ہیں یا سیاسی مفاد کی خاطر ان کو چاہیئے کہ پہلے تاریخ کا اور اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں پھر دوسروں کی طرف انگلی اٹھائیں۔

حضرات سامعین!

۱۴۰۰ سال قبل ملک عرب میں بھی اس عمر میں لڑکی کی شادی کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔

حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں جن لوگوں نے آپ کے پیغام کو جھٹلایا تھا، انہوں نے ہر طریقے سے آپ ﷺ کو بدنام کرنے اور آپ کو نیچا دکھانے کی کوشش کی، وہ ہر اس موقع کی تاک میں رہتے تھے کہ جس سے وہ آپ ﷺ کی شخصیت پر وار کرسکیں، زبانی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی۔

آپ ﷺ پر جو زبانی حملے کرتے تھے ان میں کبھی آپ ﷺ کو جادوگر کہتے تھے، کبھی آپ کو کو جھوٹا کہتے تو کبھی آپ ﷺ کو مجنون کہتے تھے، **نعوذ باللہ من ذٰلک**، مگر کبھی بھی ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے نکاح کو لے کر اعتراض کریں یا اس پر طعنہ دیں، ایسا کیوں؟

کیونکہ اسوقت ان کے سماج میں یہ عام سی بات تھی، اور ان کے نزدیک وہ کوئی ایسی عیب کی بات نہیں تھی کہ جس کو بنیاد بنا کر وہ آپ کو طعنہ دیتے۔

حاضرینِ محفل!

کیا آپ کو نہیں پتہ کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے پہلے ۵۰ سال تک آپ کی صرف ایک ہی زوجہ محترمہ تھیں، اور وہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا تھیں۔

کیا آپ کو یہ نہیں معلوم کہ وہ ایک بیوہ عورت تھیں اور جن سے حضرت محمد ﷺ نے نکاح کیا تھا؟

اور کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں؟

حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی کے عین جوانی کے ایام صرف ایک بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گذارے ہیں جو آپ سے ۱۵ سال بڑی تھیں، اور آپ ﷺ نے ان کی وفات تک ان سے تعلق رکھا اور یہاں تک کے ان کی وفات کے بعد بھی ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تعلق کو برقرار رکھا۔

حاضرینِ بزم!

اللہ کے حکم پر آپ ﷺ نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا جب کہ ان کی عمر مبارک ۶ سال تھی، مگر اسی وقت رخصتی نہیں کی گئی، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۹ سال کی ہوئی تب آپ کی رخصتی ہوئی۔

اب سوال یہ ہے کہ، جس وقت آپ کی رخصتی ہوئی ہے اسوقت کیا حضرت عائشہ ابھی نابالغ بچی تھیں؟

نہیں بلکہ ملک عرب کے موسم اور وہاں کی ترتیب کے حساب سے وہ عمر بچیوں کی رخصتی کے لئے قابل قبول عمر تھی۔

تاریخ اور جدید سائنس بھی اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ بلوغت کی عمر مختلف زمانے اور مختلف علاقوں کے حساب سے مختلف ہوتی رہی ہے۔

موجودہ سائنسی تحقیقات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ لڑکیاں مکمل بلوغت کی عمر کو ۹ سے ۱۵ سال کی عمر کے درمیان کسی بھی وقت پہنچ سکتی ہیں۔

ان سارے دلائل کی روشنی میں اگر اس واقعہ کو دیکھیں تو یہ اشکال کہ امی عائشہ رخصتی کے وقت نابالغ بچی تھیں، بالکل ختم ہوجاتا ہے . اور ان سارے واقعات اور تاریخی پس منظر کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کسی کو بھی اس نکاح پر اعتراض کرنے کا کوئی بھی موقع باقی نہیں رہتا۔

ہاں! اگر کسی کے دل میں پہلے ہی سے مرض ہو تو اسے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے

فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (سورۃ:البقرۃ)

یعنی ان کے دلوں میں مرض تھا تو، خدا نے ان کا مرض اور زیادہ کردیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا

حضرت محمد ﷺ دنیا کی آسائش اور اس کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے دنیا میں تشریف نہیں لائے؛ بلکہ آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو دنیا کی زیب وزینت اور اس کی لذتوں سے دور رکھا، اور اپنی امت کو بھی اس کے دھوکے سے ڈرایا۔

جتنے بھی نکاح آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کئے، وہ مردوں والے شوق کی شادیاں نہیں تھیں، بلکہ وہ حکم الٰہی اور حکمت خداوندی کی بنیاد

پڑھیں۔

ورنہ ایک ایسا حسین وجمیل، اجمل و اکمل، اعلی و انسب، اور خوبصورت نوجوان، جس جیسا کسی کی آنکھ نے دیکھا تک نہ ہو، وہ اپنی عین بھرپور جوانی کے ایام اپنے سے ۱۵ سال بڑی ایک ہی بیوی کے ساتھ کیسے گزار سکتا تھا؟

وأَحسـنَ منکَ لم ترَ قطُّ عینی ,وَأجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النّسَاءُ .خـلقتَ مبرَّءً منْ کلّ عیبٍ ,کـأنکَ قدْ خلقتَ کما تشاءُ .

آپ جیسا حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا .
آپ جیسا جمال والا کسی ماں نے نہیں جنا .
آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے
آپ ایسے پیدا ہوئے جیسے خود آپ نے چاہا

اللہ رب العزت ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

وماعلینا الاالبلاغ

موت کی حقیقت

الحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الخَلْقِ أَجْمَعِينَ وَخَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے
اجل نے کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشا نہیں ہے

معزز وموقر دانشورانِ عظام اور پیارے آقا کے پیارے دیوانو!

میں نے قرآن کریم کی مختصر سی آیت تلاوت کی ہے اگر کوئی اس کی گہرائی اور گیرائی میں پہونچ کراس سے عبرت حاصل کرنے والا ہوجائے گا خدا کی قسم وہ اللہ کے نزدیک محبوب بن کر جنت کا حقدار بن جائے گا۔

اللہ رب العزت نے ہر جاندار کے لئے موت کا وقت مقرر کردیا ہے؛ کیوں کہ موت ایسی شے ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان خواہ وہ کافر ہو، یا

فاجر، حتی کہ دہریہ ہی کیوں نہ ہو، موت کو یقینی مانتا ہے، اگر کوئی موت پر شک وشبہ بھی کرے تو اسے بے وقوفوں کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ بڑی بڑی مادی طاقتیں اور مشرق سے مغرب تک قائم ساری حکومتیں موت کے سامنے عاجز و بے بس ہو جاتی ہے۔

موت بندوں کو ہلاک کرنے والی
بچوں کو یتیم کرنے والی
عورتوں کو بیوہ بنانے والی
دنیاوی ظاہری سہاروں کو ختم کرنے والی
دلوں کو تھرّ انے والی
آنکھوں کو رُلانے والی
بستیوں کو اجاڑنے والی
جماعتوں کو منتشر کرنے والی
لذتوں کو ختم کرنے والی
امیدوں پر پانی پھیرنے والی
ظالموں کو جہنم کی وادیوں میں جھلسانے والی

اور متقیوں کو جنت کے بالاخانوں تک پہونچانے والی شے کا نام ہے، موت نہ چھوٹوں پر شفقت کرتی ہے، نہ بڑوں کی تعظیم کرتی ہے، نہ دنیاوی چودھریوں اور سرداروں سے ڈرتی ہے، نہ بادشاہوں سے ان کے دربار میں حاضری کی اجازت لیتی ہے۔

جب بھی حکمِ ربِ کائنات ہوتا ہے تمام دنیاوی رکاوٹوں کو چیرتی اور

پھاڑتی ہوئی مطلوبہ شخص کو حاصل کر لیتی ہے۔موت نہ نیک وصالح لوگوں پر رحم کھاتی ہے، نہ ظالموں کو بخشتی ہے،اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو بھی موت نہیں چھوڑتی ،اُخروی ابدی زندگی کو دنیوی فانی زندگی پر ترجیح دینے والے بھی موت کی آغوش میں سوجاتے ہیں، اور دنیا کے دیوانوں کو بھی موت لقمہ بنالیتی ہے،موت آنے کے بعد آنکھ دیکھ نہیں سکتی

زبان بول نہیں سکتی

کان سن نہیں سکتے

ہاتھ پیر کام نہیں کر سکتے

موت نام ہے روح کا بدن سے تعلق ختم ہونے کا،اور انسان کا دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کرنے کا،ترقی یافتہ سائنس بھی روح کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

ارے موت پر تو انسان کے اعمال کے رجسٹر بھی بند کر دئے جاتے ہیں۔

جب موت آئے گی تو یقین جانیں کچھ بھی کام نہیں آئے گا،آپ کے دنیا سے جانے پر کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اور اس دنیا کے سب کام کاج جاری رہیں گے،آپ کی ذمہ داری کوئی اور لے لے گا،آپ کا مال وارثوں کی طرف چلا جائے گا اور آپ کو اس مال کا حساب دینا ہوگا موت کے وقت سب سے پہلی چیز جو آپ سے چلی جائے گی وہ نام ہوگا؛

چنانچہ لوگ کہیں گے Dead body کہاں ہے ،جب وہ جنازہ پڑھنا چاہیں گے تو کہیں گے: جلدی جنازہ لائیے ، یہاں بھی آپ کا

نام نہیں لیا جائے گا، جب دفن کرنا شروع کریں گے تو کہیں گے: میت کو قریب کریں، یہاں بھی آپ کا نام نہیں لیا جائے گا۔

آپ پر غم کرنے والوں کی تین قسمیں ہوں گی (۱) جو لوگ آپ کو سرسری طور پر جانتے ہیں وہ کہیں گے: ہائے مسکین اللہ اس پر رحم کرے (۲) آپ کے دوست چند گھڑیاں یا چند دن غم کریں گے پھر وہ اپنی باتوں یا ہنسی مذاق کی طرف لوٹ جائیں گے (۳) آپ کے گھر کے افراد کا غم گہرا ہوگا، وہ کچھ ہفتے کچھ مہینے یا ایک سال غم کریں گے پھر اس کے بعد وہ بھی آپ کو یادداشتوں کی ٹوکری میں ڈال دیں گے لوگوں کے درمیان سے آپ کی کہانی کا اختتام ہو جائے گا اور اب اصل کہانی شروع ہو جائے گی اور وہ آخرت ہے، آپ سے زائل ہو جائے گا آپ کا حسن، مال، اولاد، صحت آپ اپنے مکانوں اور محلات سے دور ہو جائیں گے، شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے جدا ہو جائے گی، آپ کے ساتھ صرف آپ کا عمل باقی رہ جائے گا۔

وہ گھڑی کتنی عجیب ہوگی؛ اس لئے دنیا کے لہو ولعب میں مبتلا نہ ہوں۔

پہلے بچپن نے تجھ کو برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرات سامعین!

موت ایسی حقیقت ہے جس کو سننے کے بعد کلیجہ منھ کو آجاتا ہے، ہم نے بڑے بڑے انتظامات کر لئے لیکن کون جانتا ہے، کسے پتہ ہے کہ کل کا سورج کون دیکھے گا، کتنے لوگ راتوں کو حساب جوڑ کر سوئے کہ ضرور صبح اٹھ کر فلاں پارٹی میں جائیں گے، اچانک موت کا فرشتہ حاضر ہوگیا، ہماری باتیں سن کر مسکرانا شروع کر دیا، ظالم خواب کیا کیا دیکھ رہا ہے، دیکھ رب نے مجھے تیرے دروازے پر بھیج دیا، ہزاروں خواب ہم نے تیار کئے، کیا زندگی نے یہ لمحہ ہمیں نہیں دکھایا، شوہر پردیش سے آیا، بیوی بچے کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہا ہے، اس بیٹے کو ڈاکٹر، اس کو انجینیر، اس کو پائیلٹ بنائیں گے، دیکھنا اس کی شادی بھی کتنی دھوم دھام سے کریں گے، ابھی یہ خواب گنا ہی رہے تھے کہ اچانک مسجد میں ان کی موت کا اعلان ہونے لگا، کتنے لوگ گھر سے نکلے تو اپنے پیروں پر گئے لیکن واپس چار کاندھوں پر آئے، موت نے کون سا نقشہ نہیں دکھایا، پوری دنیا میں جا کر پوچھو کیا تیرے گھر سے کوئی جنازہ نہیں اٹھا ہے؟ کوئی تین گنائے گا تو کوئی چار گنائے گا، اور کسی گھر سے جواب میں صرف رونے کی صدا آئے گی، جب آپ پوچھیں گے ماں رو کیوں رہی ہو؟ آواز آئے گی بیٹا تو ایک جنازہ کی بات کرتا ہے، میری تو زندگی کا چراغ بھی اکلوتا تھا، وہی میرے بڑھاپے کا سہارا تھا، میرا جوان بیٹا اچانک دنیا سے چلا گیا، آج لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں کو قبرستان میں اتار کر آئے ہیں، ارے تو خود نہیں گیا بلکہ مردہ تجھے

زبردستی لے گیا، تم نے اس کو اس کا گھر نہیں دکھایا؛ بلکہ اس نے تم کو تمہارا گھر دکھایا اور کہا: میرے بھائی! آج جہاں مجھے لے کر آئے ہو، کل تمہیں بھی کوئی ضرور لائے گا۔

حاضرینِ بزم!

آج کوئی معاف کرنے کو تیار نہیں ہے، اٹھاؤ مرنے والوں کی تاریخ غسل کر کے گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں ارے وہ وقت بھی یاد کرلیا کرو جب موت آکر تمہارے گلے پر ہاتھ رکھ دے گی اور ایک لمحہ موقع نہیں دے گی جب روح نکل جائے گی تو جو اکڑا کرتا تھا آج وہ مکھیاں بھی نہیں اڑا سکتا، اس پر چادر بھی کوئی دوسرا ڈال رہا ہے جب زندہ تھے تو کئی کئی گھنٹے صابن سے غسل کیا کرتے تھے لیکن آج موت نے اتنا لاچار کر دیا کہ اپنے بدن پر صابن لگانا تو بڑی بات ہے، اپنے ہاتھ سے پانی تک نہیں ڈال سکتے۔

اے اکڑ کر چلنے والو!

یہ زندگی ایسا سبق سکھائے گی کہ ساری اکڑ ختم ہوکر رہ جائے گی، جسے ساری زندگی قریب آنے نہیں دیا آج وہی تیرا جنازہ اٹھا رہا ہے، وہی حضرات جو کہتے تھے قدم قدم پر تیرا ساتھ نبھائیں گے، تیرا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، تیرے بنا میں جی نہیں سکتا، جو کل تک تیرے جینے اور مرنے کی قسمیں کھایا کرتے تھے آج وہی جلد گھر سے نکال کر قبرستان بھیجنے کو تیار ہیں، پھر اس کے بعد جب سوال و جواب ہوگا تو کوئی سفارش نہیں کرے گا نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے، لیکن اگر کوئی نبی کی سنت پر چلے گا،

نبی ﷺ کے فرمان کو بجا لائے گا تو کل قیامت کے دن جوان کی سفارش کریں گے وہ کوئی اور نہیں ہوگا بلکہ حسینؓ کے نانا فاطمہؓ کے بابا یعنی محمد ﷺ ہوں گے۔

سامعین باتمکین!

موت تو کبھی نہ کبھی ضرور آئے گی لیکن مجھے بتائیں

کیا یہی دھوکے والا خیانت والا مال چھوڑ کر مریں گے؟

کیا ہمیں قبر کے سوالات کے جوابات نہیں دینے؟

کیا ہمیں نزاع کے عالم سے گزرنا نہیں ہے؟

کیا وہ گھڑی نہیں آئے گی؟ کسی کی آنکھیں چھت سے لگی ہوئی ہوگی بستر پر وہ لیٹا ہوا ہوگا، عزیز، رشتے دار، رازدار، کمروں کی دیواروں سے افسردہ کھڑے ہوں گے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے کہ عنقریب اس کی روح قبض ہونے والی ہے اور وہ بستر پر لیٹا، نہ ان کی زبان کام کر رہی ہوگی، نہ ہاتھ کام کر رہا ہوگا، عقل تو کچھ ضرور کام کر رہی ہوگی۔

ہائے میرے وہ بنگلے

ہائے میری وہ کاریں

ہائے میرا وہ بینک بیلنس

ہائے میرے بدن پر موجود حرام کی روزی سے ملبوس کپڑے

اس وقت کسی کو بولنے کی طاقت نہیں ہوگی، نزاع کا عالم ہوگا، روح قبض ہو رہی ہوگی، جان رہے ہوں گے کہ

نہ یہ مال میرے پاس رہے گا

نہ یہ کار میرے پاس رہے گی
نہ یہ موٹر سائیکل میرے پاس رہے گی
نہ یہ بزنس میرے پاس رہے گا

اے میرے لاش اٹھانے والو! اے میرے بھائیو! مجھے کیوں قبرستان لے کے جا رہے ہو، مجھ پر خیانت کا بوجھ ہے، دھوکے کا بوجھ ہے، فرشتے سوال کریں گے میں کیا جواب دوں گا، میں نے جنازہ میں شرکت تو کی تھی لیکن میں نے عبرت نہیں لی، جن میں نوکر کا بھی جنازہ تھا، مرد کا بھی جنازہ تھا، عورت کا بھی جنازہ تھا، چھوٹے چھوٹے معصوم بچے کی بھی نماز جنازہ ادا کی تھی اور بڑے بڑے نامور کے جنازے بھی دیکھے تھے؛ لیکن اس وقت سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

دنیا بنی ہے جب سے لاکھوں کروڑوں آئے
باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے
یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
مخمل پہ سونے والے مٹی پہ سو رہے ہیں

اللہ رب العزت و ذو الجلال ہم سب کو موت سے پہلے موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم.

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

صحابیت سے دیوبندیت تک

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَلَّذِیْ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ وَ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُوْتِیَ جَوَامِعَ الْکَلِمْ: اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستاں کے سر پہ ہے احسان مصطفی
تاحشر اس پہ رحمت پروردگار ہو
پیدا کئے ہیں جس نے فدایان مصطفیٰ
اس مدرسہ کے جذبہ عزت سرشت سے
پہونچا ہے خواص و عوام کو فیضان مصطفیٰ
گونجے گا چار کھونٹ میں نانوتوی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ

سامعین باتمکین!

قافلۂ دیوبندیت وہ قافلہ اور کارواں ہے جس کی تعریفیں برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے اکابر علماء نے کی کیوں کہ یہی وہ جماعت تھی جن کی خطابت نے سمندروں کا تلاطم توڑا، جن کی خطابت نے دریاؤں کے رخ کو موڑا۔

حاضرین محفل!

قافلۂ دیوبندیت تو وہ قافلہ ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت کا قافلہ چلا

جارہا تھا اللہ نے اس قافلہ میں سے کچھ افراد کو روک لیا تا کہ امت ان کی زندگیوں کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی زندگی کا سفر کرسکیں یہی وجہ ہے صحابۂ کرام کی زندگی کے ساتھ قافلۂ دیوبندیت کی زندگی مطابقت رکھتی ہے صحابۂ کرام کی سیرت کے ساتھ ان کی سیرت مطابقت رکھتی ہے صحابۂ کرام کے کردار سے ان کا کردار میل کھاتا ہے کیونکہ صحابۂ کرام کی سیرت اور حیات طیبہ پر جس وقت روشنی ڈالی جاتی ہے جس وقت صحابۂ کرام کی تاریخ اور کردار کو دیکھا جاتا ہے تو صحابۂ کرام نبوت کے جاں نثار اطاعت شعار اور فرماں بردار نظر آتے ہیں۔علماء دیوبند کی تاریخ پر جب روشنی ڈالی جاتی ہے تو ان کا بھی ہر ہر لمحہ ہر ہر گھڑی اور سانس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت میں گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔

صحابۂ کرام بھی نبی کے فرماں بردار ہیں
علماء دیوبند بھی نبی کے فرماں بردار ہیں
صحابۂ کرام بھی بہادر ہیں
علماء دیوبند بھی بہادر ہیں

صحابۂ کرام کو جنگل کے شیروں نے راستہ بتائے حضرت سفینہ صحابۂ کرام کے قافلہ کے ساتھ ہیں چلتے چلتے راستہ میں موسم بدل جاتا ہے، اچانک فضائے آسمانی کو کالی گھٹائیں گھیر لیتی ہیں

بادل گرج رہا ہے
بجلیاں چمک رہی ہے
شیر اور درندہ دہاڑ رہا ہے

یہ راستہ صحابۂ کرام کے قافلہ سے ٹکرا جاتا ہے اندر سے ایک شیر نکلتا ہے وہ صحابی رسول کو دھاڑنا شروع کر دیتا ہے جس وقت شیر دھاڑتا ہے صحابی رسول کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں اے جنگل کے شیر! کرآج تجھے پتہ ہونا چاہیئے آج تیرے سامنے کوئی معمولی انسان نہیں کھڑا ہے بلکہ محمد کا غلام ہے میں راستہ بھٹک چکا ہوں یہ بات سننے کی دیر تھی شیر صحابی رسول کی جانگ سے چپٹ جاتا ہے پھر صحابی کو اپنے ساتھ لیجانا شروع کر دیتا ہے حضرت سفینہ کا بیان ہے میں نے اچانک ان کی آنکھوں میں آنسو کے قطرے دیکھے، ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح موتی جھڑا کرتے ہیں صحابی رسول کا بیان ہے جس وقت شیر نے دھاڑتے ہوے اپنی آنکھوں میں آنسو کی لڑی کو پرویا میں سمجھ گیا صحابی رسول کو جنگل کے شیروں نے آخری سلام کیا ہے۔

بالکل اسی طرح علماء دیوبند کے چشم و چراغ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ تحریک ریشمی رومال میں افغانستان کی سرزمین پر چلتے جارہے ہیں تو راستہ میں تین شیر آجاتے ہیں وہ تینوں شیر جس وقت حضرت عبیداللہ سندھیؒ کو دیکھ کر دہاڑتے ہیں تو مولانا سندھیؒ کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکل پڑتا ہے اے شیرو! تم بھی اسی کی نسل سے ہو جس سے حضرت سفینہؓ نے راستہ پایا تھا فرق یہ ہے وہ محمد کا غلام تھا میں محمد کے غلاموں کا غلام ہوں جس طرح شیر نے حضرت سفینہ صحابی رسول کو راستہ بتایا اسی طرح شیر کی نسل سے زندگی پانے والے تین شیروں نے دیوبند کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ سندھی کو راستہ بتایا۔

حضرات سامعین۔

میں تو صحابۂ کرام کی زندگی کو جس وقت دیکھتا ہوں صحابہ مجاہد نظر آتے ہیں علماء دیوبند بھی مجاہد نظر آتے ہیں

صحابہ میں بھی فقہاء ہیں
دیوبند میں بھی فقہاء ہیں
صحابہ میں بھی مفسرین ہیں
دیوبند میں بھی مفسرین ہیں
صحابۂ کرام میں زاہد ہیں
دیوبند میں بھی زاہد ہیں
صحابۂ کرام میں قیدی ہیں
دیوبند میں بھی قیدی ہیں

اور آگے بڑھ کر کہنا چاہتا ہوں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیش آنے والے غزوات کا مطالعہ کیجئے ہر ایک میں نبی کے صحابہ جام شہادت نوش فرماتے نظر آتے ہیں۔

بدر کا میدان ہے تو شہداء صحابہ ہیں
احد کا میدان ہے تو شہداء صحابہ ہیں
دیگر معرکہ ہیں تو شہداء صحابہ ہیں

جب نظر علماء دیوبند پر پڑتی ہے تو ان میں بھی ہر میدان میں شہداء نظر آتے ہیں:

اگر شاملی کا میدان ہے تو شہداء دیوبند ہیں

اگر تحریک آزادیٔ ہند ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر تحریک ختم نبوت کا مسئلہ ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر حفاظت شریعت کا مسئلہ ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر بالاکوٹ کی پہاڑیوں کا محاذ ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر جیل کی سلاخیں ہیں تو شہداء دیوبند ہیں
اگر سرزمین دہلی ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر پٹنہ کا بازار ہے تو شہداء دیوبند ہیں
اگر شہر مرادآباد ہے تو شہداء دیوبند ہیں

الغرض علماء دیوبند کا قافلہ صحابۂ کرام کی جماعت سے بچے ہوئے قافلہ کا نام ہے جسے پروردگار عالم نے امت کی رہبری و رہنمائی کیلئے بچا کے رکھا تھا تاکہ امت کے بعد والے افراد۔

ان کی زندگیوں کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی زندگی کا
ان کی قربانیوں کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی قربانی کا
ان کے اخلاص کو دیکھ کر صحابۂ کرام کے اخلاص کا
ان کی صداقت کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی صداقت کا
ان کی عدالت کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی عدالت کا
ان کی شجاعت کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی شجاعت کا

اور ان کے نہ بکنے اور نہ جھکنے کو دیکھ کر ان کی قیادت سے وفاداری کو دیکھ کے محمد کے صحابہ کو محمد سے وفاداری کا یقین کرلیں۔

حضرات سامعین!

میں نے پڑھا ہے صحابہ کرام کی تاریخ کو صحابہ میں عام لوگ بھی شہید ہیں صحابہ میں قرآن مجید کے ۷۰ قراء بھی شہید ہیں

میں نے پڑھا ہے دیوبند کو، دیوبند میں عام لوگ بھی شہید ہیں دیوبند میں دودھ پیتا بچہ بھی شہید ہے دیوبند میں بھی حفاظ شہید ہوئے ہیں۔

صحابہ کرام میں ام عمارہ کے گھر کے چار افراد شہید ہیں ام عمارہ کا باپ بھی شہید ہے بیٹا بھی شہید ہے بھائی بھی شہید ہے خاوند بھی شہید ہے

علماء دیوبند میں بھی مولانا عبدالعزیز کے گھر کے چار افراد شہید ہیں مولانا عبدالعزیز کے بھائی عبدالرشید بھی شہید ہیں بیٹا حسان عزیز بھی شہید ہیں باپ عبداللہ بھی شہید ہیں اور ۸۰ سال کی والدہ بھی جام شہادت نوش کر گئی۔

حاضرینِ محفل!

علماء دیوبند ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر مکمل طور پر مضبوط سے چلے ہیں اسلئے میں کہتا ہوں علماء دیوبند کا کردار صحابہ کرام کے کردار سے میل کھاتا ہے۔

صحابہ کرام کو جلایا گیا علماء دیوبند کو بھی ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں سور کی کھالوں میں بند کر کے جلایا گیا، حضرت خبیب صحابیِ رسول کو مکہ کی سرزمین میں تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا علماء دیوبند کو بھی ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا، صحابہ کرام کو بھی لوگوں نے باغی کہا علماء دیوبند کو بھی لوگوں نے باغی کہا، اُن پر بھی مشقتیں آئیں اِن پر بھی مشقتیں آئیں

انہوں نے بھی عزیمت کا دامن تھاما انہوں نے بھی عزیمت کا دامن تھاما وہ بھی اللہ کے دربار میں جام شہادت نوش کر کے سرخ رو ہو گئے، یہ بھی اللہ کے دربار میں جام شہادت نوش کر کے سرخ رو ہو گئے۔

ہم اہل دیوبند ہیں چمکتے ہی رہیں گے
طاغوت کی آنکھوں میں کھٹکتے ہی رہیں گے
اس قافلۂ حق کے ہیں نانوتوی سالار
قرآن ہے سینہ میں تو ہاتھوں میں ہے تلوار
ہر فتنۂ باطل پر برستے ہی رہیں گے
ہم اہل دیوبند ہیں چمکتے ہی رہیں گے

وماعلینا الاالبلاغ المبین

❁❁❁❁

دعاء قنوت

اللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ إِنَّکَ تَقْضِی وَلا یُقْضَی عَلَیْکَ وَإِنَّہُ لا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ.

ترجمہ: یا اللہ! مجھے ان لوگوں کے ساتھ ہدایت دے جنہیں تو نے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں کے ساتھ عافیت عطا فرما جن کو تو نے عافیت عطا کی، مجھے تو اپنے دوستوں میں سے ایک دوست بنا لے، تو نے جو کچھ مجھے دیا ہے اس میں برکت دے، مجھے اس شر سے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے؛ کیونکہ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے، تیرے خلاف فیصلے نہیں کئے جا سکتے، جس کے ساتھ تو دوستی کرلے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا اور تو بڑا بابرکت اور عظیم تر ہے۔

☆☆☆☆

جمعہ کا خطبہ اولیٰ

نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کَلَامُ اللّٰہِ، وَأَوْثَقَ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی، وَخَیْرَ الْمِلَلِ مِلَّۃُ إِبْرَاھِیْمَ، وَأَحْسَنَ الْقَصَصِ ھٰذَا الْقُرْآنُ، وَأَحْسَنَ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ (ﷺ)، وَأَشْرَفَ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰہِ، وَخَیْرَ الْأُمُوْرِ عَزَائِمُھَا، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا، وَأَحْسَنَ الْھَدْیِ ھَدْیُ الْأَنْبِیَاءِ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَمَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَأَلْھٰی، وَمَنْ یَغْفِرْ یَغْفِرِ اللّٰہُ لَہٗ، وَمَنْ یَعْفُ یَعْفُ اللّٰہُ عَنْہُ، وَمَنْ یَسْتَکْبِرْ یَضَعْہُ اللّٰہُ، وَمَنْ یُطِعِ الشَّیْطَانَ یَعْصِ اللّٰہَ، وَمَنْ یَعْصِ اللّٰہَ یُعَذِّبْہُ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاُمَّۃِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ۔

جمعہ کا خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ

وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهُ، وَاَشْهَدُ انْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه، أَرْسَلَه بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَى السَّاعَةِ، مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَه فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّه لاَ يَضُرُّ إِلاَّ نَفْسَه وَلاَ يَضُرُّ اللهَ شَيْئاً، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ: }إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا { اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِه وَذُرِّيَّتِه وَصَحْبِه أَجْمَعِيْن .قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَرْحَمُ أُمَّتِىْ بِأُمَّتِىْ أَبُوْبَكْرٍ، وَأَشَدُّهُم فِىْ أَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِىٌّ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اهْلِ الْجَنَّةِ، وَحَمْزَةُ أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ –رَضِىَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ– اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اَللهَ اَللهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِىْ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِىْ أَبْغَضَهُمْ، وَخَيْرُ أُمَّتِىْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، فَاذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَكْبَرُ وَاللهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ.

عید الفطر کا پہلا خطبہ

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّيَّانِ، ذِي الْفَضْلِ وَالْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ، ذِي الْكَرَمِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْاِمْتِنَانِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَلَّذِيْ أُرْسِلَ حِيْنَ شَاعَ الْكُفْرُ فِي الْبُلْدَانِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ مَا لَمَعَ الْقَمَرَانِ وَتَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

أَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ، لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ فِيْهِ عَوَائِدُ الْاِحْسَانِ، وَرَجَاءُ نَيْلِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ، فَقَالَ: يَا مَلَائِكَتِيْ! مَا جَزَآءُ أَجِيْرٍ

وَفّٰی عَمَلَهُ؟ قَالُوْا: رَبَّنَا جَزَائُهُ أَنْ يُّوَفّٰی أَجْرُهُ، قَالَ: مَلَائِكَتِیْ! عَبِيْدِیْ وَإِمَائِیْ قَضَوْا فَرِيْضَتِیْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ إِلَی الدُّعَاءِ، وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ، فَيَقُوْلُ: ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ، فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ اَللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

وَهٰذَا الَّذِیْ ذُكِرَ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ كَانَ فَضْلَهُ، وَأَمَّا أَحْكَامُهُ، فَمِنْهَا: صَدَقَةُ الْفِطْرِ، فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَنْ اِثْنَيْنِ، صَغِيْرٍ أَوْكَبِيْرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰی .وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَی الصَّلَاةِ.

وَمِنْهَا: الصَّلَاةُ وَالْخُطْبَةُ: فَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰی إِلَی الْمُصَلّٰی، فَأَوَّلُ شَیْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ، وَيُوْصِيْهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ .وَمِنْهَا: التَّكْبِيْرُ فِیْ أَثْنَاءِ الْخُطْبَةِ: فَقَدْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ، وَ يُكْثِرُ التَّكْبِيْرَ فِیْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ .وَمِنْهَا: صِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ، فَقَدْقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ اَللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ .قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْآیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ .اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاسْتَغْفِرُوْہُ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

عید الفطر کا دوسرا خطبہ

" اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ، مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَبَارِکْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اهْلِ الْجَنَّةِ، وَحَمْزَةُ أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ –رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ– اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَخَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَالسُّلْطَانُ (الْعَادِلُ) ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ

أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ."

☆☆☆

عید الاضحیٰ کا پہلا خطبہ:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْأَنْعَامِ، وَعَلَّمَ التَّوْحِیْدَ وَأَمَرَ بِالْإِسْلَامِ، اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ هَدَانَا إِلٰی دَارِ السَّلَامِ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِإِقَامَةِ الْأَحْكَامِ وَبَذَلُوْا أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَالَهُمْ مَنْ كِرَامٍ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

أَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا أَنَّ یَوْمَكُمْ هٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ شُرِعَ لَكُمْ فِیْهِ مَعَ أَعْمَالٍ أُخَرَ ذَبْحُ الْأُضْحِیَّةِ بِالْإِخْلَاصِ وَصِدْقِ النِّیَّةِ، وَبَیَّنَ نَبِیُّهُ وَصَفِیُّهُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْبَهَا وَفَضَائِلَهَا، وَدَوَّنَ عُلَمَآءُ أُمَّتِهٖ مِنْ سُنَنِهٖ فِیْ كُتُبِ الْفِقْهِ مَسَائِلَهَا اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ

أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، وَإِنَّهَا لَتَاتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِي؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوْا: فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِّاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرُ مُصَلَّانَا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اَلْأَضَاحِي يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى

وَهٰذَا بَعْضٌ مِّنَ الْفَضَائِلِ، وَتَعَلَّمُوْا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمَسَائِلَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَاهَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا

وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ(خطباتِ جمعه وعيدين: ۲۳،۱۳،۳۰)

عید الاضحیٰ کا دوسرا خطبہ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ،إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً .اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ .اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْأَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْأَبْصَارِ وَضِيَآئِهَا

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَمَّنْ هُوَ أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ رَفِيْقُهٗ فِي الْغَارِ وَأَنِيْسُهٗ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ الْفَارِقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْأَوَّاهِ الْأَوَّابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْإِيْمَانِ جَامِعِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ إِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ أَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَعَنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَنْ أُمِّهِمَا الْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِ بِضْعَةِ جَسَدِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْعَزِيْزَةِ الْغَرَّآءِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَنْ عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ: أَبِيْ عُمَارَةَ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَأَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَعَنْ سَآئِرِ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَتْبَاعِهِمْ وَتَابِعِيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ عِبَادَ اللّٰهِ! رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ

ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللہِ تَعَالیٰ أَعْلٰی وَأَوْلٰی وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَھَمُّ وَأَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ،اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ (خطبات جمعہ وعیدین: ۴۳،۳۳،۲۳)

☆☆☆

خطبہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَھُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، } یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّہَ حَقَّ تُقَاتِہِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ{]آل عمران: ۱۰۲[}یَاأَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّہَ الَّذِی تَسَائَلُونَ بِہِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیبًا {]النساء: ۱[}یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّہَ

وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (۷۰) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (۷۱)]الأحزاب: ۷۰، ۷۱[قال النبی ﷺ: »يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .«و قال عليه الصلاة والسلام: "تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بذات الدِّين تربت يداک ." وقال ﷺ: »الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَة .«وقال عليه الصلاة والسلام: ”النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ“وَ فِي رِوَايَةٍ: ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ“ أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

مدرسہ شاہی مراد آباد کا یاد گار ترانہ

یہ مدرسہ مدرسۂ شاہی ارباب نظر کا ارماں ہے
ایمان ویقیں کا گنجینہ آئینہ جلوۂ عرفاں ہے
یہ قلعہ دین ختم رسل، گہوارۂ علم وعرفاں ہے
تصدیق ابوبکر انجب ،عدل فاروق والانسب
عثمان غنی کی خوئے حیا، جو بیعت رضواں کے ہیں سبب،
حیدر کی شجاعت کا جوہر، رگ رگ میں اسکی جولاں ہے
دانائے رموز قول نبی، بینائے حقیقت وحی خفی
جویائے رضائے رب علی، قربان طریق مصطفوی
اوراد سے ہے مسرور زبان، اذکار سے دل بھی فرحاں ہے
قریہ قریہ کوچہ کوچہ ہے روشن روشن اس سے ہوا،
صحرا صحرا گلپوش چمن ہے مثل گلشن اس سے ہوا
ذرہ ذرہ شب تاب گہر کی طرح زمین پر غلطاں ہے
جگمگ جگمگ ہے راہ گذر ہر سو بچھی زریں چادر
دل گیر تک جاں سوزہ دمک خیرہ خیرہ ہے چشم متن
جلووں کی فراوانی، اتنی خود کاہ کشاں بھی حیراں ہے
اس مدرسہ عالیہ کا ہر فرد مجاہد ہوتا ہے
پابند عقائد رہتے ہوئے میدان میں قائد ہوتا ہے
کرتی ہے قیادت فخر اس پر تعلیم بھی اس پر نازاں ہے
فرزند اس مادر علمی کے زنجیر وسلاسل سے نہ ڈرے

بندوق کی گولی سے دبے ہنگامۂ قاتل سے نہ ڈرے
شاہدان کی اس جرأت پراب بھی دروازۂ زنداں ہے
ہیں مفتی کفایت صاحب بھی،اس کے نامی فرزندوں میں
مولانا محمد میاں بھی ہیں اس کے جری دل بندوں میں
اٹھے تھے یہیں سے فخرالدین،اس ملک پہ جنکا احساں ہے
ہاتھوں میں علم آزادی کا، ہے نغمۂ حریت لب پر
زنجیر غلامی ٹوٹے گی، ہم توڑیں گے اس کو بڑھ کر
ثابت ہے قدم ہمت ہے جواں، تائید میں نصرت یزداں ہے
مولانا محمد قاسم ہیں اس مرکز علمی کے بانی
حق گوئی میں حق جوئی میں، کوئی بھی نہیں جن کا ثانی
دنیا و دیں کی نعمت سے پران کا گوشہ داماں ہے
صہبائے ولی اللٰہی سے سرشار ہمیشہ رہتے ہیں
اعلاء کلمۂ حق کے لئے، تیار ہمیشہ رہتے ہیں
ہر وقت ترقئ دیں کے لئے انصار سے عہدو پیماں ہے
کیا اس کو مٹائے گا کوئی، ہے ربّ صمد جس کا حامی
تاریخ میں ثبت رہے گا سدا، وہ ریشمی رومال نامی
انگریز کا دل ساحر جس سے لرزیدہ تھا اب بھی لرزاں ہے۔

❁❁❁

ترانہ انجمن تہذیب البیان

طلبۂ صوبہ بہار و جھارکھنڈ، جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، یوپی الہند

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

قاسمیہ نام اس کا نسبت قاسم سے ہے
قاسمی مشرب پہ رہتے ہیں یہاں اہل چمن

ہیں رئیس قاسمیہ حضرت اشہد یہاں
ان کے لطف بیکراں ہم سب پہ ہیں سایۂ فگن

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

ہیں جو مولانا ہمارے سرپرست انجمن
ہیں وہ حضرت عبدناصر دلربا فخر چمن

ہیں جو نگراں انجمن کے قاری اقبال جی
سیکھتے ہیں ان کے زیر سایہ ہم تقریری فن

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

ہیں جو نائب سرپرست انجمن حضرت اخلاق جی
ہیں بہت اچھے وہ مقری بے شبہ رشک چمن

ہیں صدر خضر حیات تہذیب البیاں کے دوستو
ان کے دم سے اب ہماری جگمگائی انجمن

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

ہیں جو یہ شمیم ہمارے بزم کے نائب صدر
ان کی محنت سے ہوی ہے خوب اصلاح انجمن

خوش ہیں کتنے انجمن کے آج ایڈیٹر یہاں
نام عبدالوارث ان کا ہو رہے ہیں جو مگن

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

اسکے ایڈیٹر ہیں نائب سلیم اختر خوش بیاں
جان و دل سے وہ کئے ہیں کارہائے انجمن

بزم ھذا کے ہیں ناظم شہنواز عالم یہاں
ان کی کاوش سے ہمارے ہو رہے ہیں دل مگن

مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

نافع عدنان ہیں اس کے ناظم قائم مقام
ان کی کوشش سے بڑھی ہے خوب شان انجمن

اس کی خاطر ہم نے کی ہیں محنتیں دل کھول کر

کیوں نہ ہوگی خوب اچھی پھر ہماری انجمن
مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن
ان کی خاطر ہے دعا گو اھل تہذیب البیاں
بڑھ گیا ہے جن کے دم سے آج نور انجمن
بارگاہ رب اکبر میں دعاء گو ہے قمر
یہ دعاء میری ہے یارب ان کو دے دینی لگن
مدرسہ شاہی ہے یارو دین احمد کا چمن
کھل کے بن جاتے ہیں غنچے جس کے انمول زمن

صدر انجمن محمد خضر حیات پورنوی

مناجات (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی)

میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
ہوا و حرص والا دل بدل دے

خدایا فضل فرما دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے

گناہ گاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزا آ جائے مولا دل بدل دے

ہٹا لوں آنکھ اپنی ما سوا سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

سہل فرما مسلسل یاد اپنی
خدایا رحم فرما دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

تیرا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولا
بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
دل مغموم کو مسرور کر دے

دل بینور کو پرنور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی

میرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مے وحدت پلا مخمور کر دے

محبت کے نشے میں چور کر دے

میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

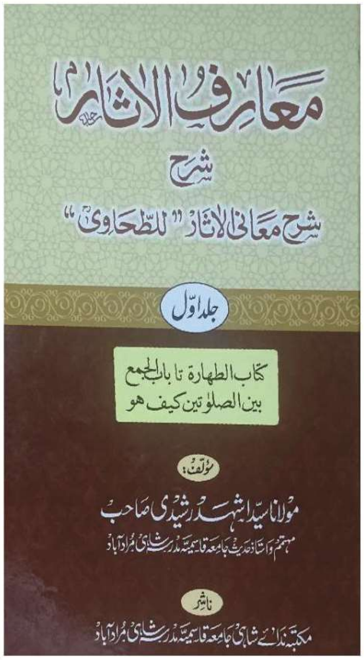

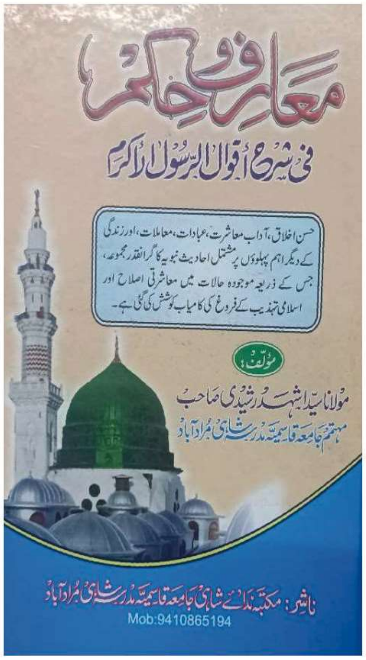

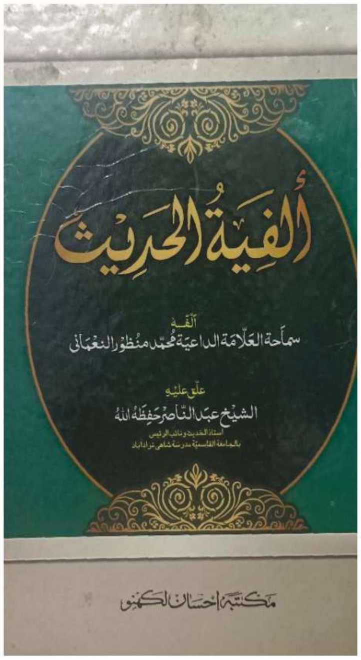

جامعہ کا دلکش منظر

rn Part of Abdul Haq Manzil. منزل کا مشرقی حصہ

Eastern & Northern Part of Abdul Haq Manzil. عبدالحق منزل کا مشرقی شمالی حصہ

Eastern & Northern Part of Abdul Haq Manzil. عبدالحق منزل کا مشرقی شمالی حصہ

Eastern & Southern Part of Abdul Haq Manzil. عبدالحق منزل کا مشرقی جنوبی حصہ

print by: arif computer graphics mina masjid asalatpura, mbd. 8267997706